ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

۳ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ —— مارچ ۲۰۱۱ء

مجلسِ احرارِ اسلام
عزم وہمت اور صبر واستقامت کے 82 سال
1929ء — 2011ء

- افضلیتِ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
- پیارے بچوں کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
- سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین

- تحریک ناموسِ رسالت کی کامیابی
- شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی یاد میں
- حقوقِ انسانی کے علمبرداروں کے نام
- قاتل ریمنڈ ڈیوس: حقائق اور خدشات

نورِ ہدایت

ارشادِ باری تعالیٰ جل جلالہ

شہادت

''جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُن کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے۔''

آل عمران، آیت ۱۶۹

فرمانِ نبوی ﷺ

اچھی عادت

''حضرت عبد اللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھی شکل بنانا، آہستگی اور میانہ روی اختیار کرنا نبوت کے چوبیس اجزاء میں سے ایک ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی عادت، اچھا لباس، اچھی وضع اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔'' (مشکوٰۃ)

الآثار

تحریک ختم نبوت ۱۹۳۵ء

''تحریکِ تحفظِ ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں ہزاروں جوانانِ گُل گوں قبا، سرخ پوشانِ راہ بقا اور سرمستانِ عہدِ وفا کی قربانی وشہادت صلحِ حدیبیہ کی مثل ہے۔ میں تو زندہ نہیں رہوں گا مگر تم دیکھو گے کہ شہیدوں کا خونِ بے گناہی رنگ لا کر رہے گا۔ میں نے اس تحریک میں مسلمانوں کے دلوں میں ایک ٹائم بم رکھ دیا ہے۔ جو وقت آنے پر ضرور پھٹے گا اور اس کی تباہی سے مرزائیت کو کوئی نہیں بچا سکے گا۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۵۴ء

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 22 شمارہ 3 ربیع الثانی 1432ھ — مارچ 2011ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمتہ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیر جی ابن امیرِ شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقاءِ فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

الیاس نبیل، حافظ محمد نعمان سنجرانی

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— 200/- روپے

بیرون ملک ——— 1500/- روپے

فی شمارہ ——— 20/- روپے

ترسیلِ زر بنام: ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر 1-100-5278

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

☎061-4511961

تشکیل

دل کی بات:	قاتل ریمنڈ ڈیوس: حقائق اور خدشات	مدیر	2
شذرات:	تحریک ناموس رسالت کی کامیابی!	عبداللطیف خالد چیمہ	4
سرکلر:	بنام ماتحت مجالسِ احرار اسلام پاکستان	عبداللطیف خالد چیمہ	6
دین و دانش:	سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین	حبیب الرحمٰن بٹالوی	7
//	افضلیت ختم المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم	ڈاکٹر محمد طاہر مصطفیٰ	10
//	پیارے بچوں کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا رشید احمد مغل	23
//	مقامِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم	قاری محمد طیب قاسمیؒ	26
افکار:	”واللہ خیر الماکرین“	سیف اللہ خالد	28
//	شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	31
//	حقوقِ انسانی کے علمبرداروں، پوپ بینی ڈکٹ اور وزیر اقلیتی امور کے نام کھلا خط!	عبدالرشید ارشد	35
//	برطانیہ کا قانون توہین مذہب	محمد اسلم شاہ	38
شخصیت:	ڈاکٹر محمود احمد غازی	ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن	39
مطالعۂ قادیانیت:	حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت (قسط دوم)	پروفیسر خالد شبیر احمد	44
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی، سید محمد کفیل بخاری، عین الرمان عادل	49
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61

www.ahrar.org.pk

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات		مدیر

قاتل ریمنڈ ڈیوس: حقائق اور خدشات

ابھی پاک سرزمین پر امریکی ڈرون حملوں کا سلسلہ جاری تھا کہ ۲۷؍جنوری کو لاہور میں امریکی شہری ریمنڈ ''ڈیوس'' نے دن دہاڑے سرِعام فائرنگ کر کے دو بے گناہ پاکستانی شہریوں فیضان حیدر اور فہیم شمشاد کو قتل اور پانچ افراد کو زخمی کر دیا۔ ریمنڈ ڈیوس کی مدد کے لیے امریکی سفارت خانے کی ایک گاڑی ٹریفک کے تمام قوانین کو توڑتے ہوئے اتنی تیز رفتاری سے موقع پر پہنچی کہ راستے میں ایک اور شہری عبادالرحمٰن کو روندتے ہوئے کچل ڈالا۔

پاکستان میں امریکی مداخلت اس قدر جارحانہ انداز میں بڑھ رہی ہے کہ نوبت بایں جا رسید اب امریکی ہمارے شہروں میں نہ صرف کھلے عام سڑکوں پر دندنا رہے ہیں بلکہ بے گناہ شہریوں کو قتل بھی کر رہے ہیں۔ ملکی خود مختاری کا خاتمہ تو ملعون پرویز مشرف نے ہی کر دیا تھا۔ رہی سہی کسر موجودہ حکمرانوں نے نکال دی ہے۔

ریمنڈ ڈیوس کون ہے؟ وہ کس مشن پر لاہور کے مصروف ترین علاقے چوبرجی جا رہا تھا؟ وہ کس حیثیت میں کھلے عام سڑکوں پر گشت کر رہا تھا؟ اس راز سے شعوری طور پر قوم کو بے خبر رکھا جا رہا ہے۔ یہ حسنِ اتفاق ہے کہ ہماری بہادر پولیس نے اُسے گرفتار کر لیا۔ امریکیوں کا دعویٰ ہے کہ وہ امریکی سفارت خانے کا اہلکار ہے۔ پاکستانی شہری اس کا تعاقب کر رہے تھے اور اس نے اپنے دفاع میں گولیاں چلائیں۔ چنانچہ اُسے استثنا حاصل ہے۔ لہٰذا حکومتِ پاکستان اُسے فوراً رہا کرے۔ لیکن ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود ابھی تک امریکی اُسے اپنا سفارتی اہلکار ثابت نہیں کر سکتے۔ حکمران اُسے سفارتی حیثیت میں استثنا دے کر چھوڑنا چاہتے ہیں لیکن عوامی ردِّعمل کے خطرے کے پیشِ نظر ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔ خود حکومتی حلقوں میں اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے، جس کا تازہ ترین ثبوت سابق وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کی نئی کابینہ سے علیحدگی ہے۔

ریمنڈ ڈیوس کے بارے میں میڈیا نے جو معلومات فراہم کی ہیں، وہ قابلِ غور بھی ہیں اور باعثِ تشویش بھی۔ وہ ایک تجربہ کار کمانڈو ہے۔ جبھی تو اس نے نو گولیاں چلائیں اور ایک بھی ضائع نہیں کی۔ اس نے جو گن استعمال کی وہ انتہائی مہلک، خطرناک اور ممنوعہ اسلحہ کی فہرست میں آتی ہے۔ اُسے بلیک واٹر کا انتہائی تربیت یافتہ کمانڈو بھی بتایا جا رہا ہے۔ پاکستان کی سرحدوں کے نقشے اور تصاویر اس سے برآمد ہوئیں۔ انتہائی حساس دفاعی مراکز کی تصاویر اور ڈی کوڈ کرنے کا سسٹم اس کے پاس موجود تھا۔ اعلیٰ تحقیقاتی اداروں کی رپورٹ کے مطابق ریمنڈ ڈیوس اس کا فرضی نام ہے۔ اصل نام

''جارج فرنینڈس'' ہے۔ وہ پاکستان میں سی آئی اے کا سٹیشن چیف ہے۔ پشتو، فارسی سمیت چھے زبانیں جانتا ہے۔ امریکی فوجی ہے اور کوراایم فائیو میں خدمات انجام دیتا رہا ہے۔ اس نے کارمیلا کا نزائے کو ڈرون حملوں کی چِپ دی۔

یہ سب باتیں حکومت کے علم میں ہیں اور عدالت کو بھی فراہم کی جا چکی ہیں۔ مقدمہ عدالت میں ہے اور امریکی، ہماری عدالتوں کو ماننے سے انکار کررہے ہیں۔ اخباری خبر کے مطابق ریمنڈ نے چالان پر دستخط کرتے ہوئے عدالت میں کہا کہ اُسے استثنٰی حاصل ہے لہٰذا رہا کیا جائے۔

ہمارے حکمران امریکی استعمار کی اس کھلی دہشت گردی کو ہضم کر لیتے ہیں اور ڈیوس کو رہا کر دیتے ہیں تو یہ ملکی سلامتی اور قومی وقار کے ساتھ بدترین مذاق ہوگا۔ حکمران اگر محبِّ وطن ہیں اور پاکستان کی خودمختاری کا تحفظ اور دفاع کرنا چاہتے ہیں تو جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے امریکا کو صاف جواب دیں کہ اس کا فیصلہ ہماری عدالت کرے گی۔

امریکی دہشت گردوں نے پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی کو بے گناہ قید کر رکھا ہے۔ امریکا سے مطالبہ کیا جائے کہ عافیہ صدیقی کو رہا کرے۔ پاکستان پر ڈرون حملے بند کرے اور پاکستان کی خودمختاری کا احترام کرے۔

یہ ایک اہم موقع ہے۔ حکمران اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کریں۔ نام نہاد دہشت گردی کے خلاف امریکا اور اس کے اتحادیوں کی مدد بند کرے۔ اس جنگ میں پاکستان نے سب سے زیادہ نقصان اٹھایا لیکن امریکا پھر بھی ''ڈومور'' کا مطالبہ کررہا ہے۔ امریکا سے دوستی کوئلوں کی دلاّلی میں منہ کالا کرنے کے مترادف ہے۔

امریکا کسی کا دوست نہیں۔ وہ جس سے دوستی کرتا ہے، سب سے پہلے اُسے ختم کرتا ہے۔ پاکستانی حکمرانوں نے امریکا کے لیے جو کچھ کیا وہ انتہائی شرمناک اور افسوسناک ہے۔ قومی غیرت وحمیت کو قرضوں کے عوض گروی رکھ دیا گیا ہے۔ مصر، لیبیا اور تیونس کی تازہ لہریں مسلم دنیا کے حکمرانوں کے لیے عبرت آموز سبق ہیں۔ ان لہروں میں بھی امریکی سازشوں کا زہر شامل ہے۔ ہمیں ان سازشوں سے بھی بچنا ہے اور زہر سے بھی۔ یہ تب ہی ممکن ہے جب سولہ کروڑ عوام کے حقوق محفوظ ہوں گے۔ جب حکمران قوم کے خادم ہوں گے تو قوم بنے گی۔ جو ملک کے لیے بھی لڑے گی اور حکمرانوں کے لیے بھی۔ لیکن جب لٹیرے، نااہل اور بددیانت مسندِ حکومت پر قابض ہو جائیں تو پھر انقلاب ہی آیا کرتے ہیں۔ جلد یا بدیر۔ اور انقلاب کا سیلاب سب کچھ بہا لے جائے گا۔

☆☆☆

اللہ نے دین کو عزت دی ہم عاجزوں کی خود لاج رکھی

تحریک ناموس رسالت کی کامیابی!

عبداللطیف خالد چیمہ *

توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مرتکب ''آسیہ مسیح'' کو سنائی جانے والی سزا کے بعد قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف جو مہم شروع کی گئی اور عالمی ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے جو کردار سامنے آئے ان سب کے سامنے بند باندھنے کے لیے پوری قوم اور تمام مکاتب فکر تحریک ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پلیٹ فارم پر ایک ہوگئے۔ گورنر پنجاب سمیت جس جس نے اِس قانون کے خلاف بولیاں بولیں قوم نے پوری طرح ان کو مسترد کر دیا، یہ تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کی ہلکی سی جھلکی ظاہر ہوئی کہ گورنر پنجاب اپنے ہی محافظ کے ہاتھوں قتل ہوگئے، متعدد حلقوں کے بیانات، نظر ثانی کے لیے کمیٹیاں، قانون کا غلط استعمال اور بے گناہ لوگوں کو اس قانون کی زد میں لانے جیسے کون کون سے الزامات جو نہ لگائے گئے اور تحریک کے مورال کو کم کرنے کے لیے تحریک سے سیاسی مفادات کے حصول تک کے طعنے دینے کا سلسلہ جاری رکھا گیا، فرضی ناموں سے قائم تنظیموں اور این جی اوز کے ذریعے اخبارات اور میڈیا میں اسلامی قوانین کا مذاق اُڑایا گیا۔ کراچی کے بعد ۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء کو لاہور کی مشترکہ ریلی اور احتجاجی مظاہرے نے پوری دنیا کی آنکھیں کھول دیں اور سوچنے پر مجبور کر دیا! تحریک کی بیدار مغز قیادت نے ساری صورتحال پر گہری نظر رکھی اور دشمن کی چالوں کو سمجھ سمجھ کر ساتھ ساتھ حکمت عملی وضع ہوتی رہی تا آنکہ وزیر اعظم نے قومی اسمبلی میں کہا کہ قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ترمیم یا تبدیلی نہیں کی جائے گی بعد ازاں حکومت کی ہدایت پر وزارتِ قانون نے اِس پر جو سمری تیار کی اس میں وفاقی وزیر قانون جناب بابر اعوان نے کلیدی کردار ادا کیا۔ اِس سمری میں جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منصبِ رسالت کے تحفظ کے قانون کو قرآن وحدیث سے ماخوذ قرار دیا گیا اور گزشتہ مہینوں میں سرکاری حلقوں اور لادین لابیوں کی طرف سے جو بے بنیاد خدشات پیدا کیے گئے تھے سب کو ایک ایک کر کے دلائل سے رَد کر دیا گیا۔ یہ سمری وزیر اعظم نے منظور کرنے کا باضابطہ اعلان کیا تو تحریک ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس میں شامل تمام جماعتوں اور جملہ مکاتب فکر نے خیر مقدم کیا اور پوری طرح اس سمری کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر تحریک کے احتجاجی سلسلہ کو ختم کرنے کا باضابطہ اعلان کیا۔ مجلس احرارِ اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ ہم نے ہمیشہ ''نیکی کے ہر کام میں تعاون'' اور

*مرکزی ناظمِ اعلیٰ مجلس احرارِ اسلام پاکستان

''برائی کے ہر کام میں مزاحمت'' کا اصولی کردار ادا کیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے قوم اس مضبوط ترین قدرِ مشترک پر ایک ہوگئی اور حکمرانوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ سچی بات یہ ہے کہ اس قسم کی تحریک کو کسی ایک ہدف کے لیے یکسو رکھنا قدرے مشکل کام تھا لیکن مسئلے کی برکت اور اتفاق واتحاد نے تاریخی کامیابی سے ہمکنار کیا اور اس تحریک کے حوالے سے طرح طرح کی چہ مگوئیاں کرنے والے کامیاب نہ ہوسکے۔ ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ منصبِ رسالت کے تحفظ کا فریضہ قیامت تک ادا کیا جاتا رہے گا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ امریکہ اور عالم کفر کا ایجنڈا وہیں کا وہیں ہے اور پاکستان میں اس کامیابی کے بعد ہماری ذمہ داریاں پہلے سے بھی بڑھ گئی ہیں کہ عالمی سطح پر اپنی مثبت مہم کو جاری رکھتے ہوئے اشکالات کو دور کرنا، اعتراضات کا مدلل جواب دینا اور انٹرنیشنل پریس تک رسائی حاصل کر کے لابنگ کرنا ہمارے لیے اور زیادہ ضروری ہوگیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانی گروہ جو پس منظر میں رہ کر اس قانون کے خلاف لابنگ کو منظم کر رہا ہے۔ اس کے طریقۂ کار بلکہ طریقۂ واردات کو سمجھ کر اپنی حکمت عملی کو ترتیب دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب کو جناب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منصب رسالت وختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنا انفرادی واجتماعی کردار ادا کرنے کی توفیق سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین! وماعلینا الا البلاغ

☆......☆......☆

ادارہ فہم ختم نبوت خط کتابت کورس کی طرف سے

فری سرجیکل کیمپ: 11، 12، 13 مارچ 2011ء

ماہر پلاسٹک سرجن ڈاکٹر سعید اشرف چیمہ کی زیرِ نگرانی پیدائشی کٹے ہوئے ہونٹ اور جڑے ہوئے تالو والے مریضوں کا بالکل مفت آپریشن، آپ کے اردگرد اگر کوئی بھی ایسا مریض ہو تو اس تک ہمارا پیغام پہنچائیں۔

☆ **ہمارا نصب العین:** تحفظ عقیدۂ ختم نبوت، ناموس صحابہ اور خدمت خلق

مقام: تحصیل ہیڈ کوارٹر (سول) ہسپتال۔ تلہ گنگ

زیرِ انتظام: جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق ؓ مجلس احرار اسلام تلہ گنگ ضلع چکوال

رابطہ: 0331-5635844، 0300-5780390، 0300-4716780

سرکلر: بنام ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

ماتحت مجالسِ احرار اسلام متوجہ ہوں!

مجلس احرار اسلام پاکستان کی جملہ ماتحت شاخوں کو ہدایت کی جارتی ہے کہ دستور کے مطابق:

☆ جدید رکنیت و معاونت سازی کے عمل کو تیزی سے مکمل کر کے مقامی و علاقائی تنظیم سازی کی تکمیل کریں۔

☆ اپنے مقامی و علاقائی (ضلعی) انتخابات کرائیں نیز مقامی مجلس شوریٰ کا انتخاب کریں اور ان کی مصدقہ نقول مرکزی دفتر ملتان کو روانہ کریں۔

☆ جن شاخوں نے ابھی تک فارم رکنیت و معاونت نہیں منگوائے وہ بلا تاخیر مرکزی دفتر ملتان سے فارم منگوا کر مزید تاخیر نہ کریں۔

☆ ہر رکن/معاون سے زرِ رکنیت/معاونت ۲۰ روپے لازماً وصول کریں اور مرکز کو روانہ فرمائیں۔ نیز مرکز سے الحاق کے لیے درخواست الحاق بمع فیس الحاق ۲۰۰ روپے بھی مرکزی فنڈ میں جمع کروائیں۔

☆ اپنی اپنی سطح پر حلقۂ اراکین/معاونین میں اضافے کے لیے حکمت و تدبیر سے کام لیتے ہوئے مقامی ساتھیوں سے مشورے کے ساتھ اقدامات کریں

نوٹ:

کوئی مشکل پیش آئے تو مرکزی ناظمِ انتخابات مولانا محمد مغیرہ، چناب نگر (0301-3138803) سے رابطہ فرمائیں!

مجلس احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ العالی نے جماعت کی مرکزی مجلس عاملہ کا ایک اجلاس ۸/مارچ ۲۰۱۱ء بروز منگل دس بجے صبح دفتر مرکزیہ نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں طلب کیا ہے جملہ اراکین مجلس عاملہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ اجلاس میں اپنی شرکت کو یقینی بنائیں، شکریہ!

منجانب

عبداللطیف خالد چیمہ

ناظم اعلیٰ مجلس احرار اسلام پاکستان

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین

حبیب الرحمٰن بٹالوی

رسولِ اکرمؐ کی ہسٹری کو پڑھو تو اوّل سے تا بہ آخر
وہ آپ ثابت کرے گی اپنا عظیم ہونا عجیب ہونا

حضرت عبداللہ عبدالمطّلب کے لاڈلے اور پیارے بیٹے تھے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ میں دو ذبیحوں (حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ) کا بیٹا ہوں۔

حضرت عبداللہ، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب بہت زیادہ خوب رو اور مردانہ حسن و وجاہت کے شاہکار تھے۔ زینی دہلان نے ''السیر ۃ النبویہ'' میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ کو اپنے زمانے میں عورتوں کی طرف سے انھی مشکلات اور صبر آزما حالات سے گزرنا پڑا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے زمانے میں عزیزِ مصر کی بیوی کی طرف سے پیش آئے۔

جب عبدالمطّلب یمن کے سفر سے واپس مکّہ مکرمہ آئے تو آپ کے پاس حضرت عبداللہ کی شادی کے پیغامات آرہے تھے۔ آپ نے تمام پیغامات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے دریافت کیا کہ بنو زہرہ میں کوئی نیک سیرت اور قبول صورت لڑکی ہے؟ اُنھیں بتایا گیا کہ وہب بن عبد مناف کی بیٹی آمنہ حسن و جمال اور پارسائی میں بے مثل ہے حضرت عبد المطّلب نے اپنی اہلیہ اور حضرت عبداللہ کی والدہ فاطمہ بنت عمر کو بنو زہرہ میں بھجوایا۔ اہل خانہ نے اُن کے لیے آنکھیں بچھا دیں اور حضرت عبداللہ کی نسبت حضرت آمنہ سے طے کر دی گئی۔

بنو ہاشم کی طرح سیّدہ آمنہ کا خاندان بنو زہرہ بھی قریش کا ایک ممتاز قبیلہ تھا۔ سیّدہ آمنہ کے والد وہب بن عبد مناف شریف النفس اور بلند اخلاق شخصیت تھے۔ جن دنوں بی بی آمنہ کے رشتے کی بات چلی، وہب بن عبد مناف فوت ہو چکے تھے اور جنابِ آمنہ اپنے چچا وہیب بن عبد مناف کی سرپرستی میں تھیں۔ عرب میں یہ رسم تھی کہ نکاح کے بعد دولہا تین دن تک دلہن کے گھر رہتا تھا، حضرت عبداللہ بھی نکاح کے بعد مسلسل تین دن تک بی بی آمنہ کے گھر رہے۔

مکّہ مکرمہ واپس آکر چند ہفتوں بعد حضرت عبداللہ، قریش کے تاجروں کے ساتھ تجارت کی غرض سے ملک شام

کو روانہ ہوئے۔ جناب عبداللہ پردیس میں بیمار ہو گئے۔ اہل قافلہ تجارت سے فارغ ہو کر یثرب (مدینہ) سے گزرے تو حضرت عبداللہ نے کہا میں اپنے ننھیال ''بنی عدی بن النجار'' کے ہاں رہ جاتا ہوں۔ صحت یاب ہونے کے بعد مکّہ آجاؤں گا۔ باقی لوگ چلے آئے۔ عبداللہ وہاں ایک ماہ تک ٹھہرے۔

تجارتی قافلہ مکّہ واپس آیا تو حضرت عبدالمطّلب نے حضرت عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ بیمار تھے۔ ہم انھیں ان کے ننھیال یعنی خاندان بنوعدی میں چھوڑ آئے ہیں۔ حضرت عبدالمطّلب نے اپنے بڑے بیٹے حارث کو یثرب بھیجا لیکن عبداللہ انتقال کر چکے تھے۔ اُس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی۔

نو بیاہتا آمنہ کے دل پر اس خبر سے جو گزری اس کا اندازہ ہر حسّاس دل کو ہو سکتا ہے۔ رفیقِ حیات کے ساتھ ابھی زندگی کا سفر شروع ہوا ہی تھا۔ ابھی تو اُن کے گلشن حیات میں ایک نئی کونپل پھوٹنے کا مژدۂ جانفزا فضاؤں میں گونج رہا تھا کہ آمنہ کی دنیا تاریک ہو گئی۔

لیکن آمنہ ایک ایسی ہستی کی ماں بننے والی تھیں جس نے رنج ومحن میں فریاد کناں ہونے کے بجائے صبر وضبط کا درس دیا ہے۔ چند ماہ کی بیاہی کوئی اور عورت ہوتی تو شوہر کے انتقال کے بعد سسرال چھوڑ کر میکے کا رُخ کرتی عدّت کی مدت گزار لینے کے بعد وہ نیا گھر بسا لیتی۔ لیکن آمنہ بنت وہب عام عورتوں سے مختلف تھیں۔ عبداللہ کے بعد اُنھوں نے عبداللہ کی نشانی کے لیے زندہ رہنے کے علاوہ کچھ نہ سوچا۔ بی بی آمنہ نے اس جانکاہ صدمے کو برداشت کرتے ہوئے اپنی توجہ کا مرکز اپنے ہونے والے بچّے کو بنا لیا تھا۔

عیسوی تقویم کے مطابق ۲۲ ؍اپریل ۵۷۰ء پیر کے دن صبح صادق کے وقت اُفقِ مکّہ پر رحمت وراحت کا آفتابِ جہاں تاب طلوع ہوا۔ آپ کی ولادت باسعادت مکّہ مکرمہ کے محلّہ شعبِ بنی ہاشم میں اُس مقام پر ہوئی جو آج کل مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے مشہور ہے۔

''طبقات ابن سعد'' کے مطابق آپ پیدا ہوئے تو نہایت لطیف اور پاک وصاف تھے۔ جسم اطہر پر دوسرے بچّوں کی طرح کسی قسم کی آلائش نہ تھی۔ آپ مختون اور ناف بریدہ تھے۔ حضرت آمنہ کہتی ہیں میں نے دیکھا گویا ایک شہاب مجھ سے نکلا ہے کہ زمین اُس سے روشن ہو گئی۔ آپ کے دادا عبدالمطّلب کو عبداللہ اور آمنہ کے نورِ نظر کی خبر دی گئی آپ کی آنکھوں کے سامنے اپنے فرزند عبداللہ کی تصویر آ گئی۔ اپنے پوتے کو دیکھ کر مسرور ومطمئن ہوئے۔ ساتویں روز عقیقہ کی رسم ادا کرتے ہوئے، آپ کا نام ''محمد'' رکھنے کا اعلان کیا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اسم ''محمد'' اللہ تعالیٰ نے حضرت عبدالمطّلب کو القا کیا تھا۔

ابتدائی تین روز تک سیّدہ آمنہ نے اپنے نومولود کو اپنا دودھ پلایا۔ پھر عارضی طور پر ثویبہ کی رضاعت میں دے دیا۔ ثویبہ ابولہب کی کنیز تھی۔ کچھ دنوں بعد بادیہ نشین عورتیں مکّہ شہر کے باہر خیمہ زن ہوگئیں وہ ہر سال شہر کے بچّوں کو رضاعت کے لیے، لینے کے مقصد سے دیہات سے آتی تھیں۔ ان میں قبیلہ بنوسعد کی بی بی حلیمہ بھی تھیں۔ اُنھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کا شرف حاصل ہونا تھا۔ چنانچہ وہ ننھے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے گئیں۔ دو سال کے بعد وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو والدہ ماجدہ کے پاس لائیں۔ دائی حلیمہ کے اصرار پر سیّدہ آمنہ نے حلیمہ کو دوبارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ آپ پانچ برس کے تھے کہ اپنی والدہ محترمہ کے پاس آگئے۔ زندگی کا اکلوتا سہارا گھر میں واپس آیا تو سیّدہ آمنہ کے شب وروز میں نیا رنگ اور نئی رعنائی آگئی۔

کمسن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بنی سعد سے واپس آئے ایک سال کے قریب ہوا تھا کہ بی بی آمنہ کی طبیعت ناساز رہنے لگی۔ بخار نے حضرت آمنہ کو نڈھال کر دیا تھا۔ وہ اُداس رہنے لگیں۔ اُنھیں یثرب کی یاد ستانے لگی جہاں کی ریتلی مٹی کے ایک اُبھرے ہوئے تودے کے نیچے وہ سورہا تھا جسے اُن کی زندگی کا ساتھی بنایا گیا تھا وہ چاہتی تھیں کہ ''محمدؐ'' کو لے کر عبداللہ کی آخری آرام گاہ پر حاضری دیں۔

حضرت عبدالمطّلب سے اجازت لے کر، وہ ملک شام کو جانے والے ایک قافلے کے ساتھ یثرب (مدینے) کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت محمدؐ اور امّ ایمن آپ کے ساتھ تھے۔ آپؐ کی عمر اُس وقت چھ سال کے قریب تھی۔ آپ نے ایک مہینہ تک یثرب میں ''دارالنابغہ'' میں قیام کیا۔ پھر مکّہ واپسی کا سفر اختیار کرلیا۔ قافلہ یثرب سے چلا تو بی بی آمنہ علیل تھیں۔ جب مقام ''اَبوا'' پر پہنچے تو مرض شدّت اختیار کرگیا۔ یہ مقام مدینہ اور جحفہ کے درمیان واقع ہے۔ سیّدہ کے لیے مزید سفر ممکن نہ رہا ''اَبوا'' کی بستی میں اُتر پڑیں۔ ایک مسافر کے ذریعے یثرب میں عزیز واقربا کو خبر کی پھر بی بی نے مکّہ کے بجائے آخرت کے لیے رختِ سفر باندھ لیا۔ سیّدہ آمنہ کی عمر اُس وقت بیس سال تھی۔

چودھری افضل حق نے میں تحریر کیا ہے کہ:

> ''آمنہ چھ برس کے یتیم بچے کو ہمراہ لے کر خاوند کی قبر کی زیارت کو گئیں۔ مہینہ سے زائد مدینہ میں اپنے میکے رہیں۔ کسی سیرت نگار نے ذکر نہیں کیا کہ کتنی دفعہ اپنے جگر گوشہ کو ساتھ لے کر آمنہ آنسوؤں کا انمول تحفہ نذر چڑھانے مرقد محبت پر حاضر ہوئیں اور کتنی دیر دل کے ٹوٹے ہوئے آبگینوں کو مرقد کی مٹی میں رلاتی رہیں۔ ہاں صرف اتنا بتایا ہے کہ عمر میں جوان، غم میں بوڑھی بیوہ واپسی پر مقامِ اَبوا میں انتقال فرما گئیں۔''

(استفادہ: ''محبوب خدا'' از چودھری افضل حق/ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین'' از طاہر منصور فاروقی)

افضلیتِ ختم المُرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ڈاکٹر محمد طاہر مصطفیٰ

اللہ رب العزت نے مختلف زمانوں میں مختلف اقوام پر مبعوث ہونے والے انبیاء کو مختلف جزوی خصائص و صفات سے نوازا تھا۔ یقیناً تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کمالات نبوت اور فضائل اخلاق سے یکساں سرفراز تھے مگر زمانہ اور ماحول کی ضروریات اور مصالح کی بنیاد پر اُن تمام کمالات کا عملی ظہور تمام انبیاء کرام پر یکساں نہیں ہوا بلکہ بعض کے بعض کمالات اور دوسروں کے دوسرے کمالات زیادہ نمایاں ہوئے یعنی جس زمانے کے لحاظ سے جس کمال کے اظہار کی ضرورت ہوئی وہ پوری شدت سے ظاہر ہوا اور جس کمال کی اس وقت ضرورت پیش نہیں آئی بصورت مصلحت اس صفت کمال کا ظہور نہیں ہوا۔ یہی وہ مصلحت اور حکمت ہے جس کی بنا پر قرآن نے اعلان کیا ہے:

تِلْکَ الرُّ سُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۵۳) یہ رسولوں میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی

انبیاء اور رسولوں کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام خلافت اور عظمت انسانیت کی بنیاد ہیں۔'' حضرت نوح علیہ السلام کی زندگی کفر کے خلاف غیض وغضب اور ولولہ کی علامت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات مبارکہ اپنے زمانے میں بت شکنیوں اور اللہ کی رضا کی خاطر قربانیوں کی داستان ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کفار سے جنگ و جہاد، شاہانہ نظم ونسق اور اجتماعی دستور وقانون کی مثال پیش کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی خاکساری، تواضع اور بن باپ تخلیق پر اللہ کی قدرت کی نشانیاں پیش کرتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگی شاہانہ اولوالعزمیوں کی جلوہ گاہ ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی زندگی صبر وشکر کا نمونہ ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کی طرز حیات ندامت وانابت کی مثال ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی قید وبند میں جوش تبلیغ کا سبق ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی سیرت گریہ وبکا، حمد وستائش اور دعا وزاری کا صحیفہ ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی زندگی امید، خدا پر توکل اور اعتماد کی مثال ہے۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ آدم، نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، سلیمان، داؤد، ایوب، یونس، یوسف اور یعقوب علیہم السلام کی زندگیوں اور سیرتوں کا مجموعہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام قانون لے کر

آئے، حضرت داؤد علیہ السلام دعا اور مناجات لے کر آئے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زہد واخلاق لے کر آئے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قانون بھی لائے، دعا ومناجات بھی اور زہد واخلاق بھی۔ ان سب کا مجموعہ الفاظ ومعنیٰ میں قرآن اور عمل و سیرت میں محمد ہے۔'' (خورشید احمد، پروفیسر اسلامی نظریۂ حیات، شعبہ تصنیف وتالیف کراچی یونیورسٹی کراچی، پاکستان ۱۹۸۱، ص ۲۷۱۔ ادارت الفاظ کے ساتھ)

تماثیل افضلیت

قرآن کریم میں آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا. اور (اللہ نے) آدم کو تمام اسماء کا علم دیا (سورۃ بقرۃ آیت ۳۱)

جب کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحیثیت معلم کتاب وحکمت ارشاد ہوا:

وَ یُعَلِّمُکُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَ یُعَلِّمُکُمْ مَّا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ. اور (یہ رسول) تم کو کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور ایسے علوم سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے (یہاں لفظ کتاب کے تحت تمام شرائع اور لفظ حکمت کے تحت تمام علوم فاضلہ اور نافعہ آگئے اور مالم تکونو اتعلمون کے تحت تمام علوم ملکوت کے تمام اسرار آگئے) (سورۃ بقرۃ آیت ۱۵۱)

آدم علیہ السلام کے بارے میں مزید ارشاد ہے:

اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا. ہم نے ملائکہ سے کہا آدم کو سجدہ کرو پس انھوں نے سجدہ کر دیا۔ (سورۃ بقرۃ آیت ۳۴)

جب کہ خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحیثیت مُصلّٰی ارشاد ہوا:

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ. بے شک اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ (سورۃ احزاب آیت ۵۶)

ادریس علیہ السلام کے بارے میں قرآن شہادت دیتا ہے:

اِنَّہٗ کَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا. وہ نہایت سچے نبی تھے۔ (سورۃ مریم آیت ۵۶)

جب کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحیثیت ''صدُّ وق'' فرمایا گیا

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ. وہ جو صدق لے کر آیا۔ (سورۃ زمر آیت ۳۳)

نوح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ. ہم نے نوح علیہ السلام کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ (سورۃ نوح آیت ۱)

جب کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد ہوا ہم نے آپ کو کسی ایک قوم کی طرف نہیں بلکہ کل انسانیت کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

قُلْ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا. کہہ دیجیے اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (سورۃ اعراف آیت،۱۵۸)

ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیْم. بے شک ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل اور بردبار تھے۔ (سورۃ توبہ آیت،۱۱۴)

جب کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ''صاحب خلقِ عظیم'' کے درجے پر فائز کرتے ہوئے ارشاد ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم. بے شک آپ اعلیٰ ترین اخلاق پر فائز ہیں۔ (سورۃ قلم آیت،۴)

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عطیہ نبوت کی خوش خبری پا کر عرض کیا:

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ. اے رب میرا سینہ کشادہ کر دے۔ (سورۃ طٰہٰ آیت،۲۵)

جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''مشروح الصدر'' بنا کر فرمایا گیا:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ. کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا۔ (سورۃ انشراح آیت،۱)

موسیٰ علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتے ہیں:

وَ عَجِلْتُ اِلَیْکَ رَبِّ لِتَرْضٰی. تیری جانب آنے میں اے رب میں نے اس لیے جلدی کی کہ تو راضی ہو جائے۔ (سورہ طٰہٰ آیت،۸۴)

جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اپنی رضا قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی. تیرا رب تجھے اتنا کچھ عطا فرمائے گا کہ تو راضی ہو جائے۔ (سورۃ ضحیٰ آیت،۵)

داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا گیا:

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلاً. اور ہم نے اپنی طرف سے داؤد کو فضل عطا فرمایا۔ (سورۃ سبا آیت،۱۵)

جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ''فضل اللہ عظیم'' کے طور پر فرمایا گیا:

وَ کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْما. اور آپ پر اللہ کا فضل عظیم ہے۔ (سورۃ نساء آیت،۱۱۳)

سلیمان علیہ السلام نے سفیران سبا سے جو گفتگو فرمائی قرآن کریم نے اس کو اپنی زبان میں یوں فرمایا:

اَتُـمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰنِ‍ۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰكُمْ. کیا تم مال سے میری مدد کرتے ہو مجھے تو جو کچھ اللہ نے دیا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم کو دیا ہے۔ (سورۃ نمل آیت، ۳۶)

جب کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بحیثیت ''غنی'' شان بیان کرتے ہوئے قرآن کریم گواہی دیتا ہے:

وَ وَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى. اور (اللہ نے) دیکھا آپ بڑے کنبے والے ہیں پس (اللہ نے) آپ کو غنی کر دیا۔ (سورۃ ضحیٰ آیت، ۸)

یونس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ. مچھلی نے ان کو لقمہ بنایا۔ (سورۃ صافات آیت، ۱۴۲)

یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک رہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی غار کے شکم میں تین تک رہے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''ثانی اثنین اذ ہما فی الغار'' کے نام سے اس طرح یاد کیا:

اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِىَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ. جب کافروں نے نبی کو نکال دیا تھا اس وقت نبی دو میں سے دوسرا تھا اور وہ دونوں اس وقت غار کے اندر تھے۔ (سورۃ توبہ آیت، ۴۰)

زکریا علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا:

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا. یہ تیرے پروردگار کی رحمت کا ذکر ہے جو اس نے اپنے بندے زکریا پر فرمائی۔ (سورۃ مریم آیت، ۲)

جب کہ نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رحمۃ للعلمین'' کا خطاب دے کر اعلان کیا گیا:

وَ مَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ انبیاء آیت، ۱۰۷)

یحییٰ علیہ السلام کی بابت اللہ رب العزت نے فرمایا:

مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ. ایک کلمہ جو اللہ کی جانب سے ہوگا اس کی تصدیق کرنے والا۔ (سورۃ آل عمران آیت، ۳۹)

جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ رب العزت نے بحیثیت ''مصدق'' ارشاد فرمایا:

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ. یعنی اپنے سے پہلے والوں کی تصدیق کرنے والے۔ (سورۃ مائدہ آیت، ۴۶)

عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وَ اَیَّدْنٰہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ. ہم نے روح القدس سے اس کی مدد کی۔(سورۃ بقرہ آیت،۸۷)

جب کہ فدائی اُمی وابی سیدنا محمد رسول اللہ کے حق میں بطور ''منصور من اللہ'' فرمایا گیا:

ھُوَ الَّذِیۡ اَیَّدَکَ بِنَصْرِہٖ. وہی ہے جس نے تجھے زور عطا کیا اپنی مدد کے ساتھ۔(سورۃ انفال آیت ۶۲)

الحمدللہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جلیل القدر اسوہ کے لحاظ سے نہ صرف انفرادی طور پر ہر نبی سے افضل ہیں بلکہ کل جماعت انبیاء کرام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بالا اور اسوۂ حسنہ افضل ہے۔مثلاً

باقی پیغمبر نبی ہیں آپ ''خاتم النبیین'' ہیں۔

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّن رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖن. محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیّین ہیں۔(سورۃ احزاب آیت،۴۰)

دوسرے انبیاء کی نبوتیں مرجع اقوام وملل ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسل کی نبوت ''مرجع انبیاء ورسل'' ہیں۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَ لَتَنْصُرُنَّہٗ. اور جب اللہ نے نبیوں سے عہد لیا کہ جو کچھ میں نے تم کو کتاب اور علم دیا ہے پھر تمھارے پاس رسول آئے کہ تمھارے پاس والی کتاب کی تصدیق کرتا ہو تو تم اس رسول پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے۔(سورۃ آل عمران آیت،۸۱)

اگر دوسرے انبیاء محض انبیاء ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء ہیں۔

ثم دخلت بیت المقدس فجمع لی الانبیاء فقد منی جبریل حتی أممتھم. (شب معراج کی تفصیل بتاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا وہاں میرے لیے تمام انبیاء کو جمع کیا گیا تو مجھے جبرائیل نے آگے بڑھایا یہاں تک کہ میں نے تمام انبیاء کی امامت کی۔(ابنِ کثیر، ابوالفدا اسماعیل بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی، تفسیر القرآن العظیم، دارالاحیاء الکتب، مصر، قاہرہ، جلد۳، ص۶)

دوسرے انبیاء اپنے ظہور کے وقت نبی قرار پائے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وجود کے وقت سے ہی نبی تھے جو تخلیقِ آدم کی تکمیل سے بھی قبل کا زمانہ ہے۔

کنت نبیا والأدم بین الروح والجسد. میں نبی تھا اور آدم ابھی روح اور بدن کے درمیان تھے۔(مسلم، ابوالحسین ابن الحجاج بن مسلم بن ورد قشیری نیشاپوری، الصحیح، کتاب الایمان، باب انا اوّل الناس یفشع فی الجنۃ)

دوسرے انبیاء اور ساری کائنات مخلوق ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''سبب تخلیق کائنات'' ہیں۔

فلولا محمد ما خلقت ادم ولا الجنة ولا النار. اگر محمد نہ ہوتے (یعنی اگر میں (خدا) ان کو پیدا نہ کرتا) تو نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت ونار کو۔ (محوّلہ بالا)

عہد الست میں انبیاء مع تمام اولاد کے ساتھ بلیٰ کہنے کی سب کو راہ دکھائی۔

کان محمد اول من قال بلیٰ ولذالک صار یتقدم الانبیاء وھو اٰخر من بعث. محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے (عہد الست کے وقت) بلیٰ فرمایا اس لیے آپ تمام انبیاء پر مقدم ہو گئے حالانکہ آپ سب سے آخر میں بھیجے گئے۔ (ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ ضحاک سلمی، الجامع الصحیح، کتاب المناقب عن رسول اللہ، باب فضل النبی)

روز قیامت تمام انبیاء قبروں سے مبعوث ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اوّل المبعوثین'' ہوں گے۔

انا اوّل من تنشق عنه الارض. میں سب سے پہلا ہوں گا جس کی قبر شق ہوگی یعنی قبر سے سب سے پہلے میں اٹھوں گا۔ (محوّلہ بالا)

دیگر انبیاء ابھی عرصات قیامت ہی میں ہوں گے مگر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پہلے پکارا جائے گا کہ ''صاحبِ مقام محمود'' بن کر اللہ رب العزت کی خاص حمد وثنا کریں۔

ان الناس یصیرون یوم القیامة جثا، کل امة تتبع نبیها، یقولون: یا فلاں. اشفع یا فلاں، اشفع حتی تنتهی الشفاعة الی النبی صلی الله علیه وسلم فذالک یوم یبعثه المقام المحمود. بے شک قیامت کے دن لوگ چلیں گے۔ ہر امت کو اپنے نبی کی تلاش ہوگی وہ کہہ رہے ہوں گے اے فلاں، ہماری شفاعت کردیں، اے فلاں، ہماری شفاعت کردیں یہاں تک کہ شفاعت کی تلاش کے لیے انتہا نبی آخر الزماں پہ ہوگی۔ پس یہ وہ دن ہوگا جس دن اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام محمود پہ فائز کر دے گا۔ (بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ، الصحیح، کتاب التفسیر، باب قولہ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا)

دیگر انبیاء کو روز قیامت ہنوز سجدہ کی جرأت نہ ہوگی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اوّل الساجدین'' ہوں گے جنھیں سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔

انا اوّل من یؤذن له بالسجود یوم القیامة. میں قیامت کے دن سب سے پہلا ہوں گا جسے سجدہ کی اجازت دی جائے گی۔

(احمد بن حنبل، ابوعبداللہ بن محمد، المسند، المکتب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۳۹۸ھ، (المسند بنی ہاشم) رقم ۲۴۱۵)

دیگر انبیاء اجازت عامہ کے بعد ہنوز سجدہ ہی میں ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بحیثیت ''اوّل رافع رأسہ من السجدۃ''

کی حیثیت سے سب سے پہلے سراٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔

انـا اوّل مـن يرفع رأسه فانظر الى بين يدى. میں سب سے پہلے سجدہ سے سراٹھاؤں گا اوراپنے سامنے نظر کروں گا۔(محوّلہ بالا)

دوسرے انبیاء قیامت کے روز شافع اور مشفع ہوں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''اوّل الشافع'' اور ''اوّل المشفع '' ہوں گے۔

انـا اوّل شافع و اوّل مشفع. میں سب سے پہلا شافع اور مشفع ہوں گا۔(ابی داؤد، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شدّ اداز دی سجستانی، السنن، کتاب السنۃ، باب فی التخییر بین الانبیاء)

دیگر انبیاء کوشفاعت صغریٰ یعنی ان کی اپنی اپنی قوموں کوشفاعت دی جائے گی مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''صاحب شفاعت کبریٰ'' بنایا جائے گا۔

اذهبـوا الـى محمد فياتون فيقولون يا محمد انت رسول الله و خاتم النبيين غفر لک الله مـا تـقـدم مـن ذنبک ما تاخر فاشفع لنا الىٰ ربّک. (طلب شفاعت پر سارے انبیاء جواب دیں گے کہ ہم اس ضمن میں معذور ہیں۔ لوگ آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچیں گے اور طالب شفاعت ہوں گے تو فرمائیں گے) جاؤ محمد کے پاس تو آدم کی ساری اولاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوگی اور عرض کرے گی اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اگلی اور پچھلی لغزشیں پہلے ہی معاف کر دی گئی ہیں اس لیے آپ پروردگار سے ہماری شفاعت کروادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس درخواست کو قبول فرمائیں گے اور شفاعت کبریٰ کریں گے۔(احمد بن حنبل، المسند (المسند بنی ہاشم) رقم ۲۴۱۵)

جب اور انبیاء ہنوز دروازہ جنت پر کھڑے منتظر ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''اوّل قارع الباب الجنۃ'' سب سے پہلے دروازہ جنت کھٹکھٹائیں گے۔

انا اوَّل من يقرع باب الجنة. میں سب سے پہلے دروازہ جنت کھٹکھٹاؤں گا۔(محوّلہ بالا)

جب اور انبیاء باب جنت کھلنے پر ابھی داخلہ کے آرزومند ہی ہوں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت ''اوّل داخل الجنۃ'' سب سے پہلے جنت میں داخل ہوجائیں گے۔

و انـا اوّل مـن يـدخـل الجنة يوم القيامة و لا فخر. روز قیامت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا مگر اس پر فخر نہیں۔(مسلم الصحیح، کتاب الایمان، باب انا اوّل الناس یشفع فی الجنۃ)

دوسرے انبیاء کو علومِ خاصہ عطا ہوئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ''عالم الاوّلین وآخرین'' ہیں۔

اوتیت علم الاوّلین و آخرین. مجھے علمِ اوّلین وآخرین عطا کیا گیا ہے۔(سیوطی، جلال الدین ابوالفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد عثمان، الخصائص الکبریٰ، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد پاکستان، جلد۲، ص۷۸)

اور انبیاء کو دین عطا کیا گیا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''اکمال دین'' عطا کیا گیا۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً. آج کے دن میں نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین منتخب کرنے پر راضی ہوا۔(القرآن، المائدہ۳)

دوسرے انبیاء حامل دین تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''صاحبِ دینِ غالب'' تھے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ. وہی اللہ کی ذات ہے جس نے اپنا رسول بھیجا ہدایت اور دین دے کر تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے۔(القرآن، الصّف۹)

باقی انبیاء کے ادیان میں حکم کی صرف ایک ایک جانب کی رعایت تھی مگر شریعت محمدی میں جلال و جمال، ابتدا اور انتہا دونوں توازن کے ساتھ داخل ہیں جس کا نام اعتدال ہے جس میں حکم کی دونوں جانبوں سے درمیانی جہت کی رعایت ہے جسے ''توسط'' کہتے ہیں۔

جَعَلْنٰکُمْ اُمَّةً وَّسَطاً. ہم نے آپ کو امت وسط بنایا۔(سورۃ بقرۃ آیت،۱۴۳)

شریعت عیسوی میں صرف باطنی صفائی پر زور دیا گیا ہے خواہ ظاہر میلا ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری ملتوں میں ظواہر کی صفائی پر زور دیا گیا ہے خواہ باطن میں کفر و شرک کی علتیں بھی موجود ہوں مگر سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ''طاہرِ ظاہر و باطن'' قرار دیتے ہوئے ہر دو قسم کی پاکیزگی اور طہارت کا دین عطا کیا۔

وَثِیَابَکَ فَطَهِّرْ. اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیں۔(سورۃ مدثر آیت،۴)

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ. بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے۔(یعنی باطن کو اللہ کے خوف سے پاکیزہ رکھنے والا)(سورۃ حجرات آیت،۱۳)

دیگر انبیاء اپنی اپنی قوم اور قبیلے کی طرف مبعوث کیے گئے مگر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت ''داعی'' دعوت عامہ کی تعلیم دی گئی:

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدً وَّ مُبَشِّراً وَّ نَذِیْراً وَّ دَاعِیاً اِلَی اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجاً مُّنِیْراً. اے نبی یقیناً ہم نے ہی آپ کو رسول بنا کر گواہی دینے والا، خوش خبری سنانے والا اور آگاہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے اور اللہ کے

حکم سے اسی کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ۔ (سورۃ احزاب آیت ۴۶۔۴۵)

اُدْعُ اِلیٰ سَبِیْلِ رَبِّکَ. (لوگوں کو) اپنے رب کی راہ کی طرف دعوت دیجیے۔ (سورۃ نحل آیت ۱۲۵)

دیگر انبیاء اپنے اپنے حلقوں کو ڈرانے والے تھے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''نذیر للعٰلمین'' تمام جہانوں کو ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے۔

لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْراً. تا کہ آپ سارے جہانوں کے لیے نذیر ہوں۔ (سورۃ فرقان آیت ۱)

دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوموں کے لیے ہادی تھی مگر ختم المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ''ہادی للناس'' بن کر آئے۔

وَ مَـا اَرْسَلْنٰکَ اِلاَّ کآ فَۃً لِّلنَّاس. اور ہم نے آپ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہدایت کے واسطے بھیجا۔ (سورۃ سبا آیت ۲۸)

دیگر انبیاء کو ذکر دیا گیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''رفعت ذکر'' عطا کیا گیا:

وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ. اور ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔ (سورۃ الم نشرح آیت ۴)

دیگر انبیاء کا حق تعالیٰ نے محض ذکر کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قرآن حکیم اکثر اپنے نام کے ساتھ ملا کر کیا۔

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ. (القرآن، النور ۵۴)

اَطِیْعُو اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اِنْ کُنْتُمْ مُؤْمِنِیْنَ. (القرآن، الانفال ۱)

وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (القرآن، التوبہ ۷۱)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ. (القرآن، النور ۶۲)

بَرَآءَ ۃٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ. (القرآن، التوبہ ۱)

اَذَانٌ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ. (القرآن، التوبہ ۳)

اِسْتَجِیْبُوا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ. (القرآن، الانفال ۲۴)

وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (القرآن، الجن ۲۳)

وَ مَنْ یُّشَاقِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (القرآن، الانفال ۱۳)

اِذَا قَضَی اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ. (القرآن، الاحزاب ۳۶)

شَآقُو اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ. (القرآن، الحشر ۴)

مَنْ یُحَادِدِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ. (القرآن، التوبہ ۶۳)

وَ لَمۡ یَتَّخِذُوا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ وَ لَا رَسُوۡلِہٖ. (القرآن، التوبہ، ۱۶)

یُحَارِبُوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ. (القرآن، المائدہ، ۳۳)

مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ. (القرآن، التوبہ، ۲۹)

قُلِ الۡاَنۡفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ (القرآن، الانفال، ۱)

فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوۡلِ. (القرآن، الانفال، ۴۱)

فَرُدُّوۡہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوۡلِ. (القرآن، النساء، ۵۹)

مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ. (القرآن، التوبہ، ۵۹)

سَیُؤۡتِیۡنَا اللّٰہُ مِنۡ فَضۡلِہٖ وَ رَسُوۡلُہٗ. (القرآن، التوبہ، ۵۹)

اَغۡنٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوۡلُہٗ. (القرآن، التوبہ، ۷۴)

کَذَبُوا اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ. (القرآن، التوبہ، ۹۰)

اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِ. (القرآن، الاحزاب، ۳۷)

اَلَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ. (القرآن، النور، ۶۲)

لَا تُقَدِّمُوا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَ رَسُوۡلِہٖ. (القرآن، الحجرات، ۱)

دیگر انبیاء کو عملی معجزات (عصاءِ موسیٰ، ید بیضا، احیاء عیسیٰ، نار خلیل، ناقۂ صالح، ظلّہ شعیب، قمیص یوسف) دیے گئے جو آنکھوں کو حیران اور مطمئن کر دینے والے تھے مگر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو ''جامع المعجزات'' ہونے کی حیثیت سے بے شمار معجزات کے ساتھ ایک ''قرآن'' کا معجزہ ایسا عطا کیا گیا جو خود بے شمار معجزات پر مشتمل ہے اور تا قیامت باقی رہنے والا ہے۔

اِنَّا اَنۡزَلۡنٰہُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّکُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ. ہم نے قرآن کو نازل کیا تا کہ عقل سے سمجھو۔ (سورۃ یوسف آیت، ۲۰)

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ. بے شک ہم نے ہی اس ذکر یعنی قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ (سورۃ حجر آیت، ۹)

دیگر انبیاء کو ایک یا صرف چند مضامین پر مشتمل کتابیں دی گئیں جن میں صرف تہذیبِ نفس، یا صرف معاشرت یا صرف سیاست یا وعظ و نصیحت پر مشتمل مضامین تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ''حامل قرآن من سبعۃ ابواب وعلیٰ سبعۃ احراف'' بنایا گیا۔ (مسلم، الصحیح، کتاب الصلوٰۃ المسافرین وقصرہ، باب ان القرآن علی سبعۃ احراف)

دوسرے انبیاء کو ادائے مطلب کے لیے صرف کلمات دیے گئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''جوامع الکلم'' کی

حیثیت سے کلام الٰہی کی فصیح و بلیغ تعبیریں بھی عطا کی گئیں۔ جس سے اکابرین سلف کی پوری پوری کتابیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب کے چھوٹے چھوٹے جملوں میں ادا ہوگئیں اور ان میں سما گئیں۔

اعطیت جوامع الکلم. محشر میں دیگر انبیاء کرام کے محدود جھنڈے ہوں گے جن کے نیچے صرف انھی کی قومیں اور قبیلے ہوں گے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ''حامل لواء الحمد'' ہوں گے۔ یعنی آپ کو ایسا عالمگیر جھنڈا اعطا کیا جائے گا جس کے نیچے آدم اور ان کی ساری ذریّت بھی سما جائے گی۔ (مسلم، الصحیح، کتاب المساجد، باب فضل مسجد النبی والصلوٰۃ فیہ)

آدم و من دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ ولا فخر. قیامت کے دن آدم اور ان کی ساری اولاد میرے جھنڈے کے تلے ہوگی اور اس پر فخر وغرور نہیں۔ (احمد بن حنبل، المسند (المسند بنی ہاشم) رقم ۲۵۶۰)

دوسرے انبیاء وامم سب کے سب قیامت کے دن سامع ہوں گے مگر رسول رحمت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس دن ''خطیب'' ہوں گے۔

دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نام لے کر خطاب فرمایا: مثلاً

وَ یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُکَ الْجَنَّۃَ. (القرآن، الاعراف، ۱۹)

یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَکٰتٍ. (القرآن، ہود، ۴۸)

یٰٓاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا. (القرآن، ہود، ۷۶)

قَالَ یٰمُوْسٰٓی اِنِّی اصْطَفَیْتُکَ عَلَی النَّاسِ بِرِسٰلٰتِی. (القرآن، الاعراف، ۱۴۴)

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ. (القرآن، ص، ۲۶)

یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ نِ اسْمُہٗ یَحْیٰی. (القرآن، مریم، ۷)

یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ. (القرآن، آل عمران، ۱۲)

یٰعِیْسٰٓی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ. (القرآن، آل عمران، ۵۵)

لیکن ختم المرسلین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پورے کلام اللہ میں نام لے کر خطاب نہیں کیا گیا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبی القابات اور اسماء سے مخاطب کیا گیا مثلاً:

یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ. (القرآن، المائدہ، ۶۷)

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا. (القرآن، الاحزاب، ۴۵)

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ. قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً. (القرآن، المزمل،۱،۲)

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرِ. قُمْ فَاَنْذِرْ. (القرآن، المدثر،۱،۲)

دیگر انبیاء کو معراج روحانی یا منامی دی گئی۔ بعض کو درمیانی آسمانوں تک دی گئی جیسے حضرت مسیح کو چرخ چہارم تک، حضرت ادریس علیہ السلام کو پنجم تک مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روحانی معراج کے ساتھ جسمانی طور پر بھی ''صاحب معراج سدرۃ المنتہیٰ'' بنایا گیا۔

و رفعت لی سدرة المنتهیٰ. (بخاری، الجامع الصحیح، کتاب بدأ الخلق، باب ذکر الملائکہ)

اور مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا۔

آدم علیہ السلام کی تحیّت کے لیے فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحیّت خود اللہ تعالیٰ، ملائکہ اور مؤمنین سے ہوئی جس سے ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ''صاحب الصلوٰۃ من اللہ تعالیٰ والملٰئکۃ والمؤمنین'' قرار پائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَ سَلِّموا تَسْلِيْماً. بے شک اللہ اور فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجا کرو۔ (القرآن، الاحزاب،۵۶)

تمام انبیاء صالحین کے لیے جنتِ سماوی کا وعدہ ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین کے ایک ٹکڑے کو بھی جنت بنا دیا گیا ہے جس سے آپ ''صاحب روضۃ من ریاض الجنۃ'' قرار پائے۔

ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة. میری قبر اور منبر کی درمیانی جگہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔ (بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجمعہ، باب فضل ما بین القبر والمنبر)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو مقام ابراہیم عطا کیا گیا جس پر کھڑے ہو کر انھوں نے بیت اللہ کی دیواریں بلند کیں مگر ختم المرسلین صلی الہ علیہ وسلم کو ''صاحب مقام محمود'' بنایا گیا جس کی بنا پر امتوں کی شفاعت ہوگی۔

عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا. قریب ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود عطا فرمائے گا۔ (القرآن، بنی اسرائیل،۷۹)

ابراہیم علیہ السلام کو آیات کونیہ زمین پر دکھلائی گئیں مگر سیدنا رسول اللہ علیہ وسلم کو ''رئ ایٰت ربہ الکبری'' کا شرف نصیب کیا گیا۔

لَقَدْ رَاٰى اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى. بلاشبہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کے دوران) اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ (القرآن، النجم،۱۸)

موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا صرف ایک قبلہ تھا مگر ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو یکے بعد دیگرے ''سعید قبلتین'' کی حیثیت سے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے عبادت خداوندی کی سعادت نصیب کی گئی۔

قَدْ نَریٰ تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا. ہم آپ کا بار بار (تبدیلی قبلہ کی درخواست کے ساتھ) آسمان کی طرف چہرہ اٹھانا دیکھ رہے ہیں پس آپ اپنا چہرہ قبلہ کی طرف پھیر لیجیے۔ (القرآن، البقرہ، ۱۴۴)

امت موسوی نے دعوت جہاد کے جواب میں اپنے پیغمبر کو یہ کہہ کر جواب دے دیا کہ اے موسیٰ تو اور تیرا پروردگار لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں مگر نبی مہربان ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے کمال اطاعت کا ثبوت پیش کرتے ہوئے نہ صرف ارضِ حجاز بلکہ شرق وغرب میں دین محمدی کے علم کو سر بلند کیا اور ''اعظم درجۃ عنداللہ'' کا بلند مرتبہ حاصل کیا۔

افضلیت، جامعیت اور اکملیت کے یہی وہ زاویے ہیں جس کی وجہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رحمۃ للعلمین، شاہِ دنیا و دین، حاکم دینِ متیں، وجۂ قرآن مبیں، زینتِ خلدِ بریں، نزہت بستانِ دیں، صاحب تاج ونگیں، حسن سراپا، عشق مجسّم، روئے منوّر، گیسوئے پُرخم، عاشقِ اُمت، شافع عالم، صاحب قرآں، فخرِ رسولاں، رحمتِ یزداں، بادۂ عرفاں، ساقیٔ عالم، نغمۂ پیہم، شمع دو عالم، صاحب تاج ختم نبوت، صدر نشینِ بزم رسالت، آیت رحمٰن، معنی رحمت، فرش قدم افلاک کی عظمت، امن ومحبت جس کی شریعت، سب کے لیے پیغمبر رحمت، ہادی عالم، عظمت آدم، نازش حوّا، حیرت موسیٰ، غیرت عیسیٰ، نور مقدم، شافع محشر، سرور عالم، محرم یزداں، جلوۂ ایماں، حامل قرآں، زلف معطّر، فخرِ ملائک، رہبر دنیا، نورِ مجسّم، روحِ دو عالم، اہل نظر کے کعبۂ اعظم، ساقیٔ کوثر، مالکِ زم زم، روح منزہ، نفس مکرم، نازش ملّت، جان معیشت، نازشِ رحمت، شانِ نبوت، تابشِ فطرت، ظلّ الٰہی، پیکر ایماں، شوکتِ انساں، حسنِ دو عالم، دُرّ یتیم، بحر عنایت، قلزم شفقت، منبع عرفاں، مخزنِ حکمت، ہادیٔ صادق، رحمت خالق، مشعل ایمان، گلشنِ رضوان، مہرِ طریقت، شمع شریعت اور صاحب تاج ختم نبوت قرار پاتے ہیں۔

افضلیت کے ان تمام پہلوؤں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان نبوت کے خورشیدِ تاباں ہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت نجومِ نبوت میں سے کسی نجم کی موجودگی یا اس کی اہمیت کا انکار نہیں کرتی بلکہ تمام نجوم کو رنگ اور روشنی عطا کر کے فلکِ نبوت کو عظمت اور رفعت عطا کرتی ہے۔ تمام انبیاء اور رُسل کی نبوت ورسالت پر ایمان تکمیل ایمان کی شرط بھی بناتی ہے۔

☆☆☆

پیارے بچوں کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا رشید احمد مغل کشمیری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم بچوں سے نہایت پیار محبت سے پیش آتے ، ان کی تربیت کے لیے بڑے پیارے انداز سے کوشش فرماتے ۔ اس شفقت سے ہدایات دیتے تھے کہ بچوں کے دلوں میں اتر جاتی تھیں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرتِ مصروفیات کے باوجود امت کے بچوں کو کبھی نظر انداز نہیں فرمایا، اس بارے میں آپ کے اسوۂ حسنہ سے چند باتیں نقل کی جاتی ہیں ۔

اذان کا اہتمام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی پیدائش کے وقت کان میں اذان دلوانے کا اہتمام فرماتے تھے، حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں اذان کہی ۔'' (ابوداؤد، ترمذی، حدیث صحیح)

اس میں حکمت یہ ہے کہ بچہ شروع سے دین کی پکار سن لے ۔ اسلام وتوحید اس کے لاشعور میں جاگزیں ہوجائے ۔

آداب سکھانا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو زندگی کے آداب سمجھاتے ، کوئی ساتھ کھانے بیٹھتا تو اسے کھانے کا سلیقہ بھی بتاتے ، اپنے سوتیلے بیٹے حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ (۱) کو آداب کے خلاف کھاتے دیکھا تو فرمایا:

''اے بچے! جب کھانا شروع کرو تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ ۔'' (طبرانی، حدیث صحیح) (۱) اُمّ المؤمنین سیدہ اُمّ سلمہ ہند رضی اللہ عنہا کے پہلے شوہر (ابوسلمہ) عبداللہ رضی اللہ عنہ (شہید احد) کے بیٹے ۔

گھٹی دینا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کی ولادت کے موقع پر گھٹی دیا کرتے تھے ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے

روایت ہے، فرماتے ہیں:

''میرے یہاں لڑکا پیدا ہوا۔ میں اسے لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور چھوہارا چبا کر اس کے منہ میں ڈالا۔ اس کے لیے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اسے میرے حوالے کر دیا''(بخاری و مسلم)

اس میں حکمت یہ ہے کہ بچے میں اچھی شخصیت کے اثرات پڑ جاتے ہیں اس لیے مستحب ہے کہ بچوں کو کسی نیک فرد سے گھٹی دلوائی جائے۔

بچے اور عبادت

بچوں کا اتنا لحاظ فرماتے کہ اگر عبادت میں حرج ہوتا تب بھی ناراض نہ ہوتے۔ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں جاتے تو حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما آپ کی پشت پر بیٹھ جاتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انھیں ہٹانا چاہتے تو آپ اشارے سے فرماتے کہ رہنے دو۔ یہ سب مسجد میں ہوتا، نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انھیں اپنی گود میں بٹھا لیتے اور فرماتے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے اسے چاہیے کہ ان دونوں سے محبت کرے۔(ابو یعلی نے اس کی تشریح کی۔ اسناد حسن ہے)

ان حضرات کو غور کرنا چاہیے جو اپنے گھر میں نوافل یا تلاوت کے دوران بچوں کے شور سن کر آگ بگولا ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اسوۂ حسنہ پر عمل کرتے ہوئے بچوں کی فطرت کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

بچوں کا اچھا نام

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے نام اچھے رکھنے کا حکم فرماتے، اسے والدین کی اہم ذمہ داری شمار کرتے تھے۔ اس سلسلے میں بکثرت احادیث موجود ہیں، ایک جگہ ارشاد ہے:

''اللہ کو سب سے زیادہ پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔(مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

افسوس کہ اس سنت سے غافل ہو کر آج ناموں میں صرف فیشن کو اہمیت دی جاتی ہے۔ ہندو اداکاروں کے نام رکھے جا رہے ہیں۔ فالی اللہ المشتکیٰ۔

بچوں کو ہنسانا

چھوٹے بچوں کو ہنسانے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھار مذاق بھی کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے سامنے زبان باہر نکالتے، جب وہ سرخ زبان دیکھتے تو جلدی سے لپکنے کی کوشش کرتے۔(حدیث حسن ہے)

خاص نصیحتیں

آخر میں سب پیارے پیارے بچوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری پیاری نصیحتیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو فرمائیں۔ وہ بچپن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پیاری پیاری باتیں کیں اور فرمایا:

''اے بچے میں تجھے چند جملوں کی تعلیم دیتا ہوں اللہ کو یاد رکھنا، وہ تجھے یاد رکھے گا۔ اللہ کو یاد رکھنا، تو اسے اپنے سامنے پائے گا۔ جب مانگنا اللہ سے مانگنا، جب مدد طلب کرنا اللہ سے کرنا۔ اس بات کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا کہ ساری دنیا اگر اتفاق کر لے کہ تجھے کوئی نفع پہنچائے گی، تب بھی تجھے کوئی نفع نہیں پہنچا سکے گی، سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اگر ساری دنیا اتفاق کر لے کہ تجھے مل جل کر کوئی نقصان پہنچائے گی، تو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گی لیکن اتنا ہی جتنا اللہ نے لکھ دیا ہے۔ قلم خشک ہوگئے اور دفتر تہہ کر دیے گئے۔'' (مستدرک حاکم، ترمذی، حدیث صحیح)

بچو! آپ بھی ان پیاری نصیحتوں کو پلے باندھ لیں، ان شاء اللہ گھر میں، مدرسے میں، اسکول میں بڑے ہو کر تمام کاموں میں کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ (مطبوعہ ماہنامہ ''تدریس القرآن'' کراچی، فروری ۲۰۱۱ء)

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور
اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس
کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

مقامِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی رحمہ اللہ

قرآن کریم نے ارشاد فرمایا:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْ نُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ.

اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کی معیت اختیار کرو۔ (سورۂ توبہ: ۱۱۹)

جیسے تقویٰ کا حکم ہے ویسے ہی معیّت کا حکم ہے یعنی صادقین کی معیت اختیار کرو گے تو تقویٰ اور خشیت پیدا ہوں گے۔ حضراتِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت و بڑائی صحبتِ نبوی ہی تو ہے۔ اس کی بنیاد محض تعلیم نہیں بلکہ صحبت یافتگی ہے۔ جنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کا اپنی آنکھوں سے دیدار کیا۔ جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے اپنے ہاتھ ملائے۔ جنھوں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سونگھی اُن کے پاس بیٹھ کر۔ یہ وہ فضیلت ہے کہ امت میں بڑے سے بڑا قطب ہو جائے مگر صحابی کے رتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست جو نور حاصل کیا ہمیں وہ نور واسطہ در واسطہ ہو کر ملا ہے۔ صحبت و معیّت کا بلا واسطہ شرف صرف صحابہ کو حاصل ہے۔ صحابہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگوں میں رنگے ہوئے ہیں۔ برس ہا برس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور صحبتِ مبارکہ میں رہ کر وہی خُو بُو اور وہی ذوق اپنے اندر پیدا کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذوق مبارک تھا۔ اس لیے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ہمارا تعلق فقط کتابی، روایتی، اسنادی اور تاریخی نہیں بلکہ محبت اور ایمان کا تعلق ہے۔ ایسا ہرگز نہیں کہ تاریخ میں چونکہ وہ بڑے آدمی ہیں اس لیے ہم بھی بڑا سمجھتے ہیں بلکہ صحابہ کا مقام اور حیثیت اس سے ماورا ہے۔ اُن کی نسبت کا تقاضا یہ ہے کہ ایمان والوں کو جو محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی فرمایا کہ:

مَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَ مَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ.

''جو میرے صحابہ سے محبت کرے گا وہ میری محبت کی وجہ سے کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ میرے بغض کی وجہ سے رکھے گا۔''

صحابہ محض ہمارے استاد اور شیوخ ہی نہیں بلکہ محبوب القلوب بھی ہیں۔ ہمارے دلوں کے رگ وپے میں اُن کی محبت رچی بسی ہوئی ہے۔ ظاہر ہے جب کسی سے محبت ہو جائے تو اس کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ محبّ بھی ہو اور محبوب پر تنقید بھی کرے تو دعویٰ محبت میں جھوٹا ہوگا۔ محبوب اپنے قد وقامت، رنگ ڈھنگ اور خُو بُو میں اعلیٰ ہے تو میں محبّ بنا ہوں۔ اگر یہ سب کچھ غلط نظر آتا ہے تو کس نے مجبور کیا تھا کہ تو محبت کرے۔

ایک طرف دعویٰ محبت اور دوسری طرف تنقید۔ یہ متضاد چیزیں ہیں یکجا نہیں ہو سکتیں۔ جو انھیں جمع کرتا ہے ہم اُسے احمق کہیں گے، دانش مند نہیں کہیں گے۔ محبوب کے معنیٰ یہ ہیں کہ اُن کی ساری ادائیں ہمیں پسند ہیں۔ جبھی تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تمام صحابہ سے محبت کی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور صحابہ پر تنقید؟ یہ اخلاص نہیں، نفاق ہے۔

اخلاص کے معنیٰ یہ ہیں کہ نبی کا قول وفعل اور ہر اداء محبوب ہو۔ انبیاء کی محبت ایمان کی بنیاد ہے تو صحابہ کی محبت آثار ایمان میں سے ہے۔ صحابہ سے محبت نہیں تو ایمان میں خرابی اور نقص ہے۔ محبت میں تنقید نہیں چلا کرتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو معیارِ حق قرار دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''نصاریٰ کے اندر ۷۲ فرقے ہوئے اور میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے۔ **کُلُّھا فِی النّارِ الّا واحِدَۃ** سب کے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک کے جو نجات پائے گا''
صحابہ نے عرض کیا: کون ہیں وہ لوگ؟
فرمایا: **مَا أنا عَلَیْہِ وَ أصْحَابِیْ**۔ جس طریقے پر آج میں اور میرے صحابہ ہیں یہی وہ طریقہ ہے جو نجات کا ذریعہ بنے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ اقدس کے ساتھ اپنے صحابہ کو بھی ملایا اور اِس مجموعہ کو معیارِ حق فرمایا۔ گویا فرقوں کے حق وباطل ہونے کا معیار نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو ان سے منسلک رہے وہ حق پر ہے اور جو ان سے منحرف ہو جائے وہ فرقۂ ناری ہے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جان کر آپ سے کامل محبت اور کامل اتباع کریں گے وہی نوعیت صحابہ میں آجائے گی صحابہ سے بھی کامل محبت اور کامل اتباع واجب ہے۔ تب مانا جائے گا کہ ہم نے ان کو معیارِ حق سمجھا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو جو محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہی محبت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ہونی چاہیے۔ نبی اور اصحابِ نبی کی محبت ایمان کی بنیاد ہے۔

اقتباسِ خطاب
مدرسہ معدن العلوم واتمباڑی، بھارت۔
(۳۰ دسمبر ۱۹۷۹ء)

''واللہ خیر الماکرین''

سیف اللہ خالد

کس سے کب کیا کام لینا ہے یہ میرے رب کی حکمت ہے۔ کوئی طاقت کوئی سازش اس کی حکمت میں ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا خلل بھی نہیں ڈال سکتی۔ مگر آزماتا ضرور ہے۔ امتحان میں ضرور ڈالتا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم نبوت اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا مقدس مشن ہے کہ جس میں برکت ہی برکت ہے بس ہاتھ پیر ہلانے کی دیر ہے کہ وہ نتائج سے نوازنا شروع کر دیتا ہے۔ کس طرح اور کن ہاتھوں سے یہ اس کی حکمت ہے۔ جو اپنے بارے میں فرماتا ہے ''واللہ خیر الماکرین''

۷۰ء کے الیکشن میں قادیانی جماعت نے بہت سوچ سمجھ کر اپنا کردار ادا کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر ہر جگہ اور ہر طرح سے اثر انداز ہوئے۔ مگر جب فیصلہ کی گھڑی آئی تو اہل دین کا تمسخر اڑانے والا ذوالفقار علی بھٹو ختم نبوت کا محافظ بن کر سامنے آیا اور تاریخ کا ایسا فیصلہ کر گیا جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ اس کی عطا ہے، جس کو جو چاہے عطا کر دے۔

ابھی کل کا قصہ ہے کہ امریکیوں کے دباؤ پر حکومت نے چپکے سے توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کو ختم کرنے کی سازش کی۔ آسیہ مسیح کے معاملہ کو استعمال کرتے ہوئے میڈیا میں طوفان اٹھایا گیا، جگہ جگہ بیٹھے امریکی طوطے جی بھر کر بولے اور قوم کو گمراہ کرنے کی خاطر الیکٹرانک میڈیا نے مخصوص تکنیک کا پورا استعمال کیا اور اپنے تئیں یہ گرد خوب اڑائی کہ ''توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر سزائے موت کا قرآن وحدیث میں ذکر نہیں'' مگر ہوا کیا؟ عوام کا موڈ دیکھ کر، اسی حکومت کی وزارت قانون نے اس ساری بحث پر ایک ایسا تفصیلی جواب لکھ ڈالا کہ اس نے سارے سوالوں کے نہ صرف جواب دے ڈالے بلکہ سازشیوں کے تمام تر پروپیگنڈہ کو اڑا کر رکھ دیا۔ واللہ خیر الماکرین۔

دیگر مسائل اپنی جگہ، سیاسی امور میں کردار پر اعتراضات ایک طرف مگر اس تفصیلی جائزہ کے لیے بابر اعوان نے جو دلچسپی دکھائی اس کا اعتراف نہ کرنا بد دیانتی ہوگی۔ اللہ رب العزت یقیناً انھیں اس پر اجر سے نوازے گا۔ وزارت قانون کے ذرائع سے یہ انکشاف سامنے آیا ہے کہ ان کو ایک سرسری سی لکھ کر مولویوں کو مطمئن کر دینے کی راہ دکھائی گئی تھی مگر انھوں نے دوسری راہ اختیار کی۔ ۲۲ نکات پر مشتمل اس جائزہ میں، جس پر دستخط کر کے وزیر اعظم نے حکم کا درجہ دے دیا ہے، تمام اعتراضات کا شافی جواب موجود ہے اور یقیناً اس جائزہ کے قانون کا حصہ بن جانے کی صورت میں آئندہ کسی کو

قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کی جرأت نہیں ہوگی۔

۲۸ صفحات پر مشتمل اس جائزہ رپورٹ سے یہ بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ علما اور دینی و سیاسی قیادت اگر تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اٹھی تھی تو یہ کوئی ان کا وہم نہیں تھا بلکہ حالات کا ادراک تھا۔ وہ بر سرِ زمین اور پسِ پردہ پکتی ہوئی سازشوں کو دیکھ رہے تھے۔ اسی جائزہ رپورٹ میں جو وزیر اعظم پاکستان کے دستخطوں سے ڈائری نمبر 611/PMPS/M/2011 کی صورت مرتب ہوئی، میں پہلی، دوسری اور تیسری شق میں پوری وضاحت سے تاریخوں کے ساتھ تفصیل دی گئی ہے کہ کون کون اس قانون میں تبدیلی کی خواہش رکھتا تھا۔ سب سے پہلے ۲۳ نومبر کو وزارت خارجہ کے امریکہ ڈیسک نے اس حوالے سے ریفرنس بھیجا۔ اس کے بعد وزیر اعظم سیکریٹریٹ، وزارت داخلہ، وزارت اقلیتی امور اور قومی اسمبلی سیکریٹریٹ نے اس قانون میں ترمیم و تبدیلی کے لیے ۶ ریفرنس وزارت قانون کو بھیجے اور آخر میں شیر بانو رحمٰن عرف شیری رحمٰن کا وہ پرائیویٹ بل بھی جو تمام ریفرنسز کی خواہش کا حاصل تھا۔ یعنی توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں تبدیلی۔

میڈیا کے دانشوروں نے جعلسازی کے ساتھ تین مغالطے پیدا کیے تھے۔ اوّل یہ کہ دنیا میں کسی بھی جگہ ایسا کوئی قانون نہیں۔ دوسرے یہ کہ یہ سزا قرآن و سنت سے ثابت نہیں، ضیاء الحق اور مولویوں کی اختراع ہے۔ تیسرے یہ کہ پارلیمنٹ جس قانون کو چاہے بدل سکتی ہے اور سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی تھی کہ یہ قانون غلط استعمال ہوتا ہے۔ علما کی بات اپنی جگہ کہ دینی قیادت کا استدلال بھی ایک الگ معاملہ ہے جسے یہ لوگ سننے کو تیار ہی نہ تھے۔ لیکن اب وزارت قانون کے بیوروکریٹس نے پاکستان پیپلز پارٹی کے وزیر قانون بابر اعوان کے زیر قیادت ان تمام مغالطوں کا جواب پیش کر دیا ہے۔

شیری رحمٰن کے بل پر تبصرہ کر کے شق ۶ میں فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ ''آئین کی شق ۲۰۳۰ بھی آئینی و قانونی معاملہ کے اسلامی یا غیر اسلامی ہونے کے فیصلہ کا اختیار وفاقی شرعی عدالت کو دیتی ہے اور وفاقی شرعی عدالت اپنے ۱۹۹۱ء کے فیصلہ میں ۲۹۵۔سی کے تحت توہین رسالت کی سزا کو قرآن و سنت کے مطابق قرار دے چکی ہے اور آئین کی شق 2.A کے تحت پارلیمنٹ قرآن و سنت کے مطابق قانون سازی کی پابند ہے لہٰذا یہ بل مسترد کر دینے کے قابل ہے۔'' اسی طرح جائزہ کی شق ۷ میں سورۃ توبہ کی آیت، ۶۱۔ احزاب کی ۵۷۔ حجرات کی ۲۔ نور کی ۶۳۔ فتح کی آیت ۱۰۹۔ احزاب کی ۵۳۔ سورہ مجادلہ کی ۲۰۔ کوثر کی ۳۔ مائدہ کی ۳۳ اور پھر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۲ عربی متن اور ترجمہ کے ساتھ نقل کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ قانون عین قرآن کے مطابق ہے اور شق B میں صحیح بخاری، مجمع الزوائد، صحیح مسلم اور دیگر مستند احادیث کتب سے ۷ منتخب احادیث درج کر کے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گستاخ رسول کو قتل کی سزا دی اور اس پر عمل کروایا۔ چاہے وہ بیت اللہ کے پردوں سے لپٹا ہو یا اپنے گھر میں موجود ہو۔ شق ۹ وضاحت کر دیتی ہے کہ گستاخ رسول کو سزائے موت کا قانون براہ راست

قرآن وسنت سے اخذ کردہ ہے اور آج کے دور کے عالمی معیارات کے عین مطابق ہے۔ شق ۱۰ میں یہ وضاحت کر دی گئی ہے کہ دنیا کے ہر مذہب میں گستاخ رسول کی سزا ہے۔ یہودی جو سب سے زیادہ اس کے خلاف شور مچاتے ہیں ان کی اپنی کتاب توراۃ میں لکھا ہے کہ ''گستاخ رسول کو لازماً قتل کر دیا جائے۔''

جہاں تک اس پروپیگنڈے کا تعلق ہے کہ اس قانون کے تحت پاکستان عالمی برادری سے کٹ جاتا ہے تو جائزہ کی شق ۱۱ میں دنیا کے ۳۰ ممالک کے قوانین کا تفصیلی حوالہ موجود ہے جن میں اسرائیل اور بھارت بھی شامل ہے۔ انہی کالموں میں ''امت'' پہلے ہی تفصیل کے ساتھ اس بحث کو پیش کر چکا ہے۔

وزارت قانون کے جائزہ کی شق ۱۶، اس میں تبدیلی کے ہر راستے کو یہ کہہ کر بند کر دیتی ہے کہ ۲۹۵۔سی کے قانون پر کئی بار پارلیمنٹ اور پارلیمانی فورمز اور آئینی عدالت میں بحث ہو چکی ہے اور حتمی فیصلہ یہ آچکا ہے کہ موت کے سوا توہین رسالت ؐ کی کوئی بھی سزا خلاف قرآن وسنت ہوگی اور شق ۲۲ میں یہ بات مزید وضاحت کے ساتھ دہرا دی گئی ہے کہ چونکہ یہ قانون قرآن وسنت سے اخذ کردہ ہے اور اس میں کوئی تبدیلی یا ترمیم کی گنجائش ہی نہیں لہٰذا تمام ریفرنس مسترد کیے جاتے ہیں۔

قانون توہین رسالت کے خلاف سازش کو ناکام بنانے میں قوم نے ہمیشہ بیداری کا ثبوت دیا اور بر وقت اس فتنہ کی سرکوبی کی۔ اسی کا حاصل ہے کہ وزارت قانون نے ایک جامع جائزہ پیش کر دیا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس جائزہ کو میڈیا اور دانشوروں سے لے کر قانون ساز اور قانون دان حلقوں تک ہر جگہ تقسیم کیا جائے اور ناموس رسالت کے لیے خدمات سرانجام دینے والی تنظیمیں اور ادارے اس پر توجہ دیں تا کہ توہین رسالت ؐ پر سزائے موت کا شعور پوری قوم میں پوری صراحت کے ساتھ راسخ ہو جائے اور ہر شخص کو معلوم ہو کہ یہ قانون قرآن وسنت سے اخذ کردہ ہے اور جب کوئی اس کے خلاف زبان کھولے تو دلیل موجود ہو۔ یقین رکھنا چاہیے کہ اگر آگاہی ہر ذہن تک رسائی حاصل کر لے گی تو پھر آئندہ کبھی کوئی اس میں ترمیم کے مطالبہ کی جرأت بھی نہیں کر سکے گا۔

HARIS 1
حارث ون

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر
Dawlance
061 -4573511
0333-6126856
نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان

شہدائے ختم نبوت 1953ء کی یاد میں

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

مارچ کا مہینہ آتے ہی تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء کی رُوح فرسا، یادیں قلب وجگر کے زخم تازہ کردیتی ہیں۔ اِسی تحریک کے دوران پاکستان کا پہلا مارشل لاء نافذ کرکے اُسے ختم رسالت کے پروانوں کی مقدس جانوں پہ آزمایا گیا اور دس ہزار بے گناہ، معصوم و نہتے بچے، جوان اور بوڑھے شہری ناموسِ رسالت کے تحفظ کی پاداش میں خاک وخون میں تڑپا دیئے گئے۔ کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اُن پاکباز شہیدوں کا جرم کیا تھا! کیا وہ ریاست کے اندر ریاست کا قیام چاہتے تھے؟ کیا وہ ریاست کے باغی تھے؟ کیا وہ سیاست وکرسی کے خواہش مند تھے؟ ہرگز، ہرگز نہیں، بلکہ وہ تو تحریکِ مقدس تحفظ ختم نبوت کے ایثار پیشہ کارکن تھے جو صرف ان تین مطالبات کی منظوری کے لئے چلائی گئی تھی: ا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ ۲۔ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے فارغ کیا جائے۔ ۳۔ قادیانی وزیرِ خارجہ سر ظفر اللہ خان کو برطرف کیا جائے۔

ٹھنڈے دل ودماغ سے غور کیجیے کہ ان مطالبات میں نہ تو طلبِ اقتدار کی ہوس جھلکتی ہے اور نہ ہی مال وزر کی خواہش موجود ہے، بلکہ اگر کوئی تمنا یا آرزو ہے تو یہی ایک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والے منکرینِ ختم نبوت کو لگام دی جائے اور انہیں آئینی ترمیم کے ذریعے غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ بس یہی ان پاک نفسوں کی روح کی آواز تھی جو سیالکوٹ، وزیر آباد، ملتان، گوجرانوالہ اور لاہور سے کراچی تک ''ختم نبوت زندہ باد'' کے نعروں کی شکل میں گونج رہی تھی۔ شیدایانِ ختم نبوت کی اِس صدائے رستاخیز کو دَبانے کے لئے وقت کے حکمرانوں نے فوج کے کندھے پر بندوق رکھی اور پھر گولیوں کی تڑتڑ سے لاہور کا مال روڈ اور مسجد وزیر خان کے قرب وجوار گونجتے رہے۔ سیکرٹری دفاع سکندر مرزا نے آرڈر جاری کر رکھا تھا کہ مجھے یہ نہ بتایا جائے کہ کوئی ہنگامہ ختم کر دیا گیا ہے بلکہ مجھے یہ بتایا جائے کہ وہاں کتنی لاشیں گری ہیں؟

تحریک کا آغاز یکدم نہیں ہوا۔ پس منظر ملاحظہ کیجیے کہ: جب پاکستان بن گیا تو مجلس احرار اسلام کے قائدین نے ملکی حالات کا بغور جائزہ لینے کے بعد جنوری ۱۹۴۹ء میں سیاست سے دستبرداری کا اعلان کیا اور اپنی جماعتی سرگرمیوں کو اِسلام کی تبلیغ، اصلاح معاشرہ اور تحفظ ختم نبوت کے اہداف تک محدود کرلیا اور سیاسی میدان کو مسلم لیگ کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔ مجلس احرار اسلام کے سیاسی محاذ کو چھوڑ دینے پر قادیانیوں کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے اِس موقع کو غنیمت سمجھتے

ہوئے پاکستان کے اقتدار پر قبضہ کرنے کے دیرینہ منصوبے زیرِ عمل لانے کا فیصلہ کیا۔

مرزا بشیر الدین ۱۹۴۸ء میں بلوچستان کو قادیانی صوبہ بنانے کا اعلان کر چکا تھا اور اُس کی قیادت میں قادیانی جماعت نے نہ صرف اندرون ملک اپنی سازشوں کے جال پھیلا رکھے تھے، بلکہ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کے حساس منصب کی بدولت بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے حمید نظامی مرحوم کے بقول قادیانیوں کی تبلیغ کے مراکز بن چکے تھے۔ اِس لیے اب قادیانی پاکستان پر اپنی حکومت کے خواب دیکھنے لگے تھے۔ ان نازک حالات میں مجلس احرار اسلام کے دُور اندیش رہنماؤں نے تمام مکتب فکر کو ۳ جون ۱۹۵۲ء کو کُل جماعتی مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر متحد کیا اور باقاعدہ تحریک شروع سے پہلے اپنے مذکورہ بالا تین مطالبات مرتب کیے۔ جنہیں منوانے اور حکمرانوں کو قادیانوں کی تمام سازشوں سے ثبوت اور دلائل کے ساتھ آگاہ کرنے کے لئے اُن سے بار ہا مذاکرات کئے، لیکن حکمران طاقت کے نشے اور قادیانیت نوازی کے عشق میں اِس قدر مدہوش تھے کہ انہوں نے مذاکرات کو مجلس عمل کی کمزوری سمجھا۔ مجلس عمل کا قیام عمل میں لانے کی وجہ یہ تھی کہ حالات کی نزاکت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ حکمرانوں کی بے حسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے مئی ۱۹۵۲ء کو کراچی میں قادیانیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اسلام کو ایک سوکھے ہوئے درخت اور قادیانیت کو خدا کے لگائے ہوئے پودے سے تشبیہ دے کر برسرِ عام اسلام کی توہین کا ارتکاب کر ڈالا تھا۔ ظفر اللہ خان کی اس ناپاک جسارت نے جلتی پر تیل کا کام کیا اور عوامی جذبات کا لاوا اُبلنے لگا، مگر مجلس عمل کے مطالبات کو حکومتی ایوان نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

۲۲ / جنوری ۱۹۵۳ء کو مجلس عمل نے اتمام حجت کے لئے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں مذاکرات کیے۔ جس پر تہجد گزار خواجہ ناظم الدین نے جواب دیا کہ: اگر میں آپ کے مطالبات مان لوں تو امریکہ ہمیں ایک دانہ گندم نہیں دے گا۔ اِس کورے جواب کے باوجود مجلس عمل نے اپنے سہ نکاتی دینی مطالبات کی منظوری کے لئے حکومت کو مزید ایک ماہ کی مہلت دے دی۔

مجلس کی حکومت کو دی گئی ایک ماہ کی مہلت تیزی سے ختم ہوتی جا رہی تھی، لیکن حکومت ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے کوئی بھی قدم اٹھانے پر آمادہ نظر نہیں آ رہی تھی۔ حضرت امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ہدایت پر مجلس عمل کے ایک وفد نے خواجہ ناظم الدین سے یہ معلوم کرنے کے لئے مزید ایک دفعہ پھر ملاقات کی کہ وہ مجلس عمل کے مطالبات کے متعلق کیا رویہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ جس کے جواب میں وزیر اعظم نے حسب سابق واضح کیا کہ مجلس عمل کے مطالبات تسلیم نہیں کئے جا سکتے۔ ۲۲ فروری کو الٹی میٹم کی مدت ختم ہوگئی۔ جس پر ۲۴، ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو مجلس عمل کے زیر اہتمام کراچی میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں تمام مرکزی

قائدین نے خطاب کیا۔ کانفرنس کی منظور کردہ متفقہ قرارداد کے مطابق پُرامن تحریک تحفظ ختم نبوت کا آغاز کرنے کا اعلان کردیا گیا، مگر ۲۶، ۲۷ فروری ۱۹۵۳ء کی درمیانی شب کو دفتر مجلس احرار اسلام کراچی پر چھاپہ مار کر مجلس عمل کے مرکزی رہنماؤں حضرت امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا سیّد ابوالحسنات قادریؒ، صاحبزادہ سید فیض الحسنؒ، تاج الدین انصاریؒ اور مولانا حامد بدایونی مرحوم سمیت متعدد رہنماؤں کو گرفتار کرلیا گیا۔

پنجاب میں حکومت پنجاب کی ہدایت پر بڑی تعداد میں گرفتاریوں کا سلسلہ جاری تھا، لیکن جب کراچی میں مرکزی رہنماؤں کی گرفتاری کی خبر پنجاب میں پہنچی تو لوگوں کے جذبات مشتعل ہوگئے اور احتجاجی جلسوں، جلوسوں اور ہڑتالوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوگیا۔ مجلس عمل لاہور نے یہ طے کیا تھا کہ روزانہ پچیس رضا کار گورنمنٹ ہاؤس کے سامنے جاکر رضا کارانہ گرفتاری دیں گے، لیکن جب لاکھوں افراد کے جلوس کے ساتھ یہ رضا کار گورنمنٹ ہاؤس کی جانب بڑھتے تو انہیں راستے میں ہی روک کر گرفتار کرلیا جاتا تھا۔ جس پر مجلس عمل کے رہنماؤں نے نئی حکمت عملی کے تحت تحریک کا ہیڈ کوارٹر احرار پارک (بیرون دہلی دروازہ، لاہور) سے مسجد وزیر خان منتقل کرلیا، مگر وہاں جانے والے رضا کاروں پر پولیس نے شدید لاٹھی چارج کیا۔ جس سے عوام کی بڑی تعداد زخمی ہوئی اور لاتعداد گرفتاریاں عمل میں لائی گئیں۔

۳ مارچ ۱۹۵۳ء کو فوج آپہنچی اور لاہور شہر عملاً کرفیو کی زد میں آگیا۔ کرفیو کے باوجود جلوس نکل رہے تھے اور ختم نبوت زندہ باد کہنے کے جرم میں عاشقانِ ختم نبوت پر گولیاں اور ڈنڈے برس رہے تھے۔ گولیوں کا مینہ برستا رہا اور ساقیٔ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے سینوں پر گولیاں کھا، کھا کر تحفظِ ناموسِ رسالت کے لئے جانیں قربان کرتے رہے۔ ۵ فروری ۱۹۵۳ء کو گوالمنڈی لاہور میں پولیس کے دو افسروں نے مسلسل فائرنگ کرکے بے حساب افراد کو شہید کردیا۔ جس سے عوام کے جذبات مزید بھڑکے اور سول نافرمانی بغاوت میں بدلتے ہوئے صاف دکھائی دینے لگی۔ لاہور شہر میں شہدائے ختم نبوت کے پاک جسموں کے ڈھیر لگ گئے تھے۔ جنہیں ٹرکوں میں ڈال کر چھانگا مانگا کے جنگل میں اجتماعی قبر کھود کر اُس میں ڈال دیا جاتا اور اُن کے اوپر تیل چھڑک کر آگ لگادی جاتی تھی۔ تاکہ شہیدانِ عشقِ رسالت کا نام ونشاں مٹ جائے، لیکن اُن بدبخت ہلاکوخانوں اور چنگیز خانوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ جاں نثارانِ رسول تو مرکر بھی زندہ رہتے ہیں۔ انہیں کیا خبر تھی کہ اِن بے گناہوں کا مقدس خون کتنی جلدی رنگ لائے گا اور سنگ دل قاتل بے نام ونشاں ہوکر خاک میں مل جائیں گے۔

لاہور کی تاریخ کا یہ نازک ترین دور تھا۔ جب پابندیاں، تعزیریں، ظلم وتشدد اور گولیاں بھی احرار رضا کاروں اور عقیدۂ ختم نبوت کے مجاہدوں کے متلاطم جذبات کے آگے بند باندھنے میں مکمل طور پر ناکام ہورہی تھیں۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ء کو ڈائرِ ثانی جنرل اعظم خان نے لاہور میں مارشل لاء نافذ کرکے ظلم وتشدد کی تاریخ کا تاریک باب رقم کیا اور قاتلِ اعظم کا لقب پایا۔ فوج اور پولیس کے ہاتھوں تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران دس ہزار سے زائد فرزندانِ اسلام، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس ومنصب کی حفاظت کے مطالبہ کے جرم میں اپنے ہی خون میں نہلا دیئے گئے اور ہزاروں

بے گناہ مسلمانوں کو جیلوں میں ٹھونس کر پولیس کے درندوں کے آگے ڈال دیا گیا۔

اگرچہ تحریکِ مقدس تحریک تحفظ ختم نبوت ریاستی ظلم و جبر کے ہتھکنڈوں سے کچل دی گئی، لیکن آنے والے دور نے شہدائے ختم نبوت کی صداقت، بے غرضی، اخلاص اور جرأتِ بے پناہ کو سلام پیش کیا۔ اُن کا خونِ بے گناہی رنگ لایا اور جن تین بنیادی مطالبات کی منظوری کے لئے اُن پاک نفسوں نے اپنی ناتواں جانوں کا نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک ایک کر کے وہ تینوں مطالبات کافی حد تک پورے ہوتے گئے۔ اِسی تحریک کے نتیجے میں سر ظفر اللہ قادیانی رسوا ہوا، اور عمر بھر وہ اقتدار کو ترستے ہوئے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرا۔ قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ اگرچہ کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی مکمل برطرفی تاحال عمل میں نہیں آئی، لیکن عملاً ان کی وہ پہلی حاکمانہ حیثیت باقی نہیں رہی ہے۔

اگر تحریک تحفظ ختم نبوت کے مطالبات مان لئے جاتے تو سر ظفر اللہ خان قادیانی کی جانبدارانہ خارجہ پالیسی کی وجہ سے پاکستان امریکہ کی غلامی میں نہ آتا۔ سیٹو اور سینٹو جیسے رسوائے زمانہ معاہدوں پر دستخط کر کے پاکستان کی خود مختاری کو داؤ پر نہ لگایا جاتا۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں قادیانیوں کی فرقان بٹالین پاکستانی فوج کو بے دست و پا نہ کر سکتی۔ قادیانی جرنیل جنرل اختر ملک پاک آرمی کی ہزیمت کا سبب نہ بنتا۔ پلاننگ کمیشن کے سابق ڈپٹی چیئرمین ایم ایم احمد قادیانی کی ملک دشمن سازشیں کامیاب نہ ہوسکتیں اور ملک کا مشرقی حصہ علیحدہ ہو کر بنگلہ دیش نہ بنتا۔ نوبل انعام یافتہ قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان کے ایٹمی راز امریکہ اور برطانیہ کے حضور پیش کرنے کی جرأت نہ کر سکتا اور کوئی امریکی غنڈہ ریمنڈ ڈیوس پاکستان میں ہی پاکستان کے شہریوں کے قتل کی جرأت نہ کر سکتا۔

افسوس، صد افسوس! کہ حاکمانِ وقت نے عارضی قوت و اقتدار کے نشہ میں بدمست ہو کر پاکستان کے اِن جاں نثار و وفادار شہدائے ختم نبوت کی صدائے حق پر کان نہ دھرے، بلکہ اُن کو آہن و بارود میں بھسم کر ڈالا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وطن عزیز غیروں کی غلامی میں چلا گیا اور ریاست کے اقتدار پر وہ لوگ قابض ہوتے چلے گئے۔ جن کا مذہب دولت و حکومت، جن کا مسلک بے حمیتی و بے وفائی اور جن کا آبائی پیشہ و شعار فرنگ پرستی اور ناموس رسالت کے دشمنوں کے ساتھ جنم جنم کی دوستی رہی ہے۔ یہ انجامِ بد ہے، شہیدانِ ختم رسالت پر ظلم و درندگی اور اُن کی صدا پر کان نہ دھرنے کا! کہ جس کا خمیازہ آج ہم بھگت رہے ہیں۔ رہے وہ خلد آشیاں، ناموسِ رسالت پر قربان ہونے والے شہداء کہ ہمارے لیے اُن کا تذکرہ باعثِ اجر اور اُن کی راہوں کا چلن ہمارا نشانِ راہ ہے اور اللہ کے حضور اُن کا مقام و مرتبہ ہمارے وہم و گمان سے بھی بلند ہے۔ بقول جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ:

شہیدِ عشقِ محمد کا احترام کرو
کہ اُس سے برزخ و محشر میں احتساب نہیں

حقوقِ انسانی کے علمبرداروں
پوپ بینی ڈکٹ اور وزیر اقلیّتی امور کے نام کھلا خط!

عبدالرشید ارشد (جوہر آباد)

گاہے گاہے اقلیتیں اپنے حقوق کی پامالی کا رونا روتی دیکھی جاتی ہیں جس پر کبھی پوپ بینی ڈکٹ کا دل خون کے آنسو روتا ہے تو کبھی امریکہ و یورپ کی اس غم میں نیندیں حرام ہوتی ہیں۔ ہر سال ایک دو بار یہ ڈرامہ قوم دیکھتی ہے۔ پاکستان میں مسیحی اقلیت ہے، مرزائی ہیں، ہندو اور سکھ ہیں۔ سب سے زیادہ شکوہ اگر کسی کو ہے تو وہ مسیحی اقلیت کو ہے۔ مرزائیوں کے لیے گلہ کرنے کا جواز پچھلے دنوں اُن کے حقیقی مہربانوں نے کیا کہ لاہور میں دو جگہ مرزائی گردواروں پر حملے کیے گئے جو جواز پیدا کرنے والے تخریب کاروں کے ایجنڈے کا حصّہ ہیں۔

توہین رسالت کے مسلّمہ جرم میں ننکانہ کی آسیہ بی بی کو تمام تر تفتیشی اور قانونی شفاف مراحل طے کرنے کے بعد مجاز عدالت نے سزائے موت دی تو شرق و غرب کی مسیحی برادری نے انسانی حقوق کی پامالی کا شور مچادیا۔ یورپی یونین کی قرارداد آسیہ کی سزا کے خلاف تو ناگزیر ٹھہری مگر بے گناہ مسلمان عافیہ کے ساتھ امریکی عدالت کا مذاق کبھی زیر بحث نہ آسکا۔ نہ ہی اقوام متحدہ میں انسانی حقوق کے علمبرداروں کے کان پر جوں رینگی۔ امریکہ و برطانیہ یا یورپ کا کوئی دوسرا ملک کسی مسلمان کو دہشت گرد قرار دے کر سزا سنا دے تو یہ اس کا اندرونی مسئلہ ہے مگر پاکستان کسی مسلّمہ ومصدقہ مجرم کو سزا دے یا سزا دینے کا سوچے تو انسانی حقوق پامال ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ کیا یہی ضمیر کی آواز ہے۔

ملکہ برطانیہ کی توہین پر قانون حرکت میں آسکتا ہے مگر اسلام میں طے شدہ ضابطے کے مطابق اگر توہین رسالت کے مجرم کو سزا دینی ہو تو راستے میں ایک سو ایک رکاوٹیں کھڑی کی جاتی ہیں۔ ایسی رکاوٹوں کے سبب کوئی غیرت مند مسلمان خود ہاتھ اٹھالے تو قانونی موشگافیوں سے اُسے دہشت گردی ثابت کرنے کے لیے ایڑھی چوٹی کا زور لگایا جاتا ہے۔ یہی کچھ آج گورنر سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز قادری کے سلسلے میں وائس آف امریکہ اور بی بی سی کے ذریعے کیا جارہا ہے۔ وکلا کے مفت قانونی امداد فراہم کرنے کے اعلان اور عوام کی گلپاشی پر شدید ردِّعمل کا مظاہر کیا جارہا ہے۔ یہی امریکی یورپی اخلاقی اقدار کی معراج ہے۔ یہی عالمی ضمیر کی آواز ہے جسے اہمیت دینے پر مسلمانوں کو مجبور کرنا حق سمجھا جاتا ہے۔

مسیحی طبقہ امریکہ و یورپ کا ہو یا پاکستان کا، مسلمانوں میں اشتعال پیدا کرنے کا خود بھی انتظام کرتا ہے۔ یہ الزام نہیں ہے بلکہ مصدقہ شواہد اس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔ یہ کام آج سے نہیں، برسوں سے ہو رہا ہے۔ ہم ماضی قریب سے صرف چند تحریری ثبوت سامنے لاکر پوپ بینی ڈکٹ، یورپی یونین کے مسیحی غمخواروں اور ''یو این او'' کی حقوق انسانی کی محافظ تنظیموں کے ذمہ داروں سے پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ کیا یہی مسیحی اخلاق و کردار کا معیار ہے؟

آیے سب سے پہلے برطانیہ سے شائع ہونے والے کتابچے ''ورلڈ آف اسلام'' پکچر ریفرنس ISBN۰۳۴۰۲۰۲۹۴۷، ۲۸ کو دیکھتے ہیں جس کے صفحہ ۲ پر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اُس کے دوست، صفحہ ۴ پر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے موت تک زندگی کے مختلف مراحل، صفحہ ۱۶ پر سفرِ معراج، صفحہ ۱۸ پر بیت اللہ میں حجرِ اسود کی تنصیب، صفحہ ۱۹ پر غارِ ثور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کے قلمی خاکے اور قلمی تصاویر بنائی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں مکہ میں تبلیغ اور ہجرت کو مسخ کیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایے:

"In the city of Mecca, a prosperous business-man named Muhammad, believing that God had called him, began to preach in the busy streets. Because he attacked their way of lifo, people jeered at him and turned him out of the city. He fled to Madina some 200 miles away."(page,1)

"He (Muhammad) was ridiculed and in 622 was forced to flee north to Madina."(World of Islam - page 4-5)

صفحہ پانچ پر ایک خاکہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کو مکہ کے لوگوں کو پتھر مارتے دکھایا گیا ہے اور نیچے تصویر کی وضاحت کرتے ہوئے عنوان دیا گیا ہے کہ مکہ کے باشندوں سے پتھر کھاتے محمد مدینہ کو فرار ہو رہے ہیں۔ جو سراسر تاریخی حقائق کو جانتے بوجھتے مسخ کرنے کی بھونڈی کوشش ہے۔ کیپشن کی عبارت ملاحظہ فرمایے:

"Stoned by Meccans, Muhammad and his followers flee to Madina."(page-5)

برطانیہ میں کئی شراب خانوں اور سال بہ سال مقابلہ حسن منعقد کرانے والی سوسائٹی تک کا نام مکّہ رکھا گیا یہ جاننے کے باوجود کہ مکّہ کرہ ارض پر مسلمانوں کا قبلہ اوّل ہے، متبرک ترین مقام ہے۔ اس پر برطانوی وزیر اعظم سے

احتجاج اور اُن کا منافقانہ جواب محفوظ ہے۔ برطانیہ کے امریکہ سے شائع ہو کر پاکستان میں تقسیم ہونے والے سرکلر سے اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"Islam The False Gospel:

No matter how dressed up Islam is presented, it is still a religion which embodies another gospal that is really no gospel at all...... To day there are over one billion Muslims.

All are unsaved, going streight to hell, all because they seek to reconcile and identi by Allah who is no God at all, with yaweh or Jehovah the only true and living God.

Where are all these characters today? Muhammad, Smith, Russell, Eddy and while?? They all are dead - period dead! Muhammad married 15 wives, lived sinful life, prayed often for own forgiveness, Died pneumonia - poison at 62 years."

(Published by Luckhoo Minsters, Box- 815881 Dallas texas USA)

ہم پوپ بینی ڈکٹ سے، اقلیتوں کے وفاقی وزیر سے، حقوق انسانی کی عالمی تنظیموں سے پوچھنے میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ مذکورہ طرز کی اشتعال انگیزیوں سے کیا مسلمانوں کے انسانی حقوق پامال نہیں ہوتے؟ کیا عالمی ضمیر ان حقوق کی پاسداری کا شعور نہیں رکھتا؟ کیا یہی مذہبی رواداری ہے؟ یہ تو چند مثالیں ہیں جو مختصر اقتباسات کی صورت میں ہم نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ ورنہ بائبل کورسز کے نام پر مسلم گھرانوں میں بذریعہ ڈاک سویٹزرلینڈ سے ''گڈ وے'' نامی مسیحی تنظیم جو کچھ بھیجتی ہے اُسے پڑھ کر غیرت مند مسلمان کا خون کھولتا ہے اور چونکہ حکومت اقلیتوں کے سلسلے میں ''رواداری کا ریکارڈ'' قائم کرنے کی فکر میں ہے اس لیے کبھی کبھار عوامی ردِّ عمل سامنے آتا ہے۔ اقلیتوں کے سربراہان اگر اپنے لوگوں کو لگام دیں گے تو یہی اقلیتیں محفوظ و مامون ہوں گی!

برطانیہ کا قانون توہین مذہب

انتخاب: محمد اسلم شاہ

برطانیہ کے قانون توہین مذہب BLASPHEME-LAW کے تحت ۱۶۱۲ء میں ایک مرتد کو زندہ جلا دیا گیا۔

الیور کراموبل کے دور ۱۶۴۸ء تا ۱۶۶۰ء میں تثلیث کے انکار یا عیسائی عقیدے کے کسی بھی جزو کی توہین مستوجب سزائے موت تھی۔ مذہبی مقدمات کے لیے اس دور میں مذہبی عدالتیں ہوتی تھیں۔ پھر مذہبی مقدمات کی سماعت عام عدالتوں کے سپرد کر دی گئیں۔

۱۶۷۷ء میں توہین مذہب کا انکار عیسائیت کے سلسلے میں موت کی سزا تو ختم کر دی گئی لیکن عدالتیں توہین مذہب کے ہر مقدمے میں بدستور شدید سزائیں دیتیں رہیں قانون میں کہا گیا تھا مذہب کی توہین حقیقت میں معاشرے کے خلاف بغاوت ہے۔

توہین مذہب کے متعلق قانون میں نرمی اس وقت آئی جب یورپ میں یہ حقیقت عملی طور پر مسلّم ہوگئی کہ بائیبل خدا کا کلام نہیں بلکہ انسانوں کی لکھی ہوئی تاریخ ہے۔ بائیبل کے تاریخ بن جانے کے بعد اس کی توہین بھی سنگین جرم نہ رہی۔ لیکن توہین کا قانون پھر بھی برطانیہ میں باقی رہا۔ اٹھارہویں صدی تک عدالتوں کے سامنے توہین عیسائیت یا توہین بائیبل کا جو بھی مقدمہ آتا وہ اس میں سخت سزا دیتیں۔ ۱۸۱۳ء کے بعد عقیدہ تثلیث کا انکار اگرچہ قانون توہین سے خارج کر دیا گیا تاہم مذہب کی توہین فوجداری قانون کے دائرے میں رہی۔ عیسائیت کے عقائد پر بحث وتمحیص تو جرم نہ رہی۔ لیکن ان کی توہین بدستور مستوجب سزا رہی یہ قانون اب بھی موجود ہے اگرچہ اس پر عمل شاذ ہوتا ہے۔

۱۹۷۸ء میں ایک مقدمے میں قانون توہین کے حوالے سے ایک جریدے کے ایڈیٹر کو جرمانہ کیا گیا۔ اس جریدے کا نام (GAY EYES) تھا۔ یہ ہم جنس پرستوں کا ترجمان تھا۔ اس میں ایک مضمون میں حضرت مسیح علیہ السلام کی نعش کے بارے میں جب وہ صلیب سے اتارے گئے نہایت بے ہودہ زبان استعمال کی گئی تھی۔ اس مقدمے کا فیصلہ سناتے ہوئے جج نے لکھا تھا کہ مسیحیت کی ہی نہیں بلکہ ہر مذہب کی توہین جرم ہونی چاہیے۔

(مطبوعہ، ایشیا، ۲۶/ مارچ ۱۹۸۹ء)

ڈاکٹر محمود احمد غازی

ڈاکٹر سید عزیز الرحمٰن

ڈاکٹر صاحب بھی چل بسے، ساٹھ برس کی اپنی انگز پوری ہی کی تھی کہ بلاوا آ گیا، اور مومن کامل و عاشق صادق کی طرح فوراً اٹھ کر چل دیئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس دنیا میں ایک بار آ جانے کے بعد جانے سے کسی کو مفر ہے؟ مگر انسانی فکر چوں کہ محدود ہے، اس لئے ایسے نقصانات میں جو پورے عالم کا نقصان ہو ہمیں یہی محسوس ہوتا ہے کہ یہ حادثہ بے وقت تھا۔ اگر یوں کہا جائے کہ ڈاکٹر صاحب جیسی صاحبِ علم و بصیرت، صاحبِ تفقہ، متوازن و متواضع اور جدید و قدیم کی جامع شخصیت عالمِ اسلام میں کم ہوگی تو یہ بیان نہ مبالغے پر مشتمل ہوگا نہ محض عقیدت پر، بلکہ صرف حقیقت پر مبنی ہوگا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی ۱۸ ستمبر ۱۹۵۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کراچی ہی میں حاصل کی۔ کراچی کے بڑے تعلیمی ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن میں بھی کچھ عرصے زیرِ تعلیم رہے۔ ۶۰ کی دہائی کے آخر میں آپ کے والد حافظ محمد احمد صاحب اسلام آباد منتقل ہو گئے تو ڈاکٹر صاحب بھی وہیں چلے گئے۔ آپ کی مزید تعلیم اسلام آباد اور پنڈی میں ہی مکمل ہوئی، ۱۹۷۲ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ماسٹر کیا، اور پھر اسی یونیورسٹی سے آپ نے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی۔

ڈاکٹر صاحب نے پاکستان اور بیرون پاکستان اہم ترین ذمے داریاں ادا کیں، اور ہر ذمے داری میں امتیازی صلاحیتوں کے ساتھ نمایاں رہے۔ آپ وفاقی وزیر مذہبی امور۔ صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد۔ نائب صدر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ ڈائریکٹر جنرل دعوۃ اکیڈمی۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد۔ جج شریعت اپیلٹ بنچ سپریم کورٹ آف پاکستان۔ خطیب شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد۔ رکن اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ اہم ترین مناصب پر فائز رہے۔ اس وقت بھی آپ اہم ترین ذمے داریوں پر فائز تھے۔ آپ مارچ ۲۰۱۰ء سے وفاقی شرعی عدالت، اسلام آباد کے جج تھے، اور اسٹیٹ بینک آف پاکستان کے شریعہ ایڈوائزری بورڈ کے چیرمین کا منصب بھی آپ کے پاس تھا۔

ڈاکٹر صاحب نہایت جفاکش، محنتی، کمیٹڈ اور دل درد مند رکھنے والے محقق، عالم، مفکر، داعی اور فقیہہ تھے، اسلامی بینکنگ کے آپ پاکستان میں بانیوں میں شمار ہوتے ہیں، تکافل کا ابتدائی خاکہ آپ ہی کا تشکیل کردہ ہے جس پر

پاکستان سے پہلے بعض عرب ممالک میں عمل ہوا۔

ڈاکٹر صاحب پاکستان میں آئینی اور قانونی معاملات میں اسلامی دفعات کے بھی ماہر سمجھے جاتے تھے، جنرل ضیاالحق مرحوم سے لے کر جنرل مشرف تک ہر دور میں حکمران آپ سے اس سلسلے میں مستفید ہوتے رہے، یہ الگ بات ہے کہ حکومتی مزاج ڈاکٹر صاحب کی باتوں کو کس قدر ہضم کر پایا۔ ڈاکٹر صاحب ہمیشہ نتائج سے بے پرواہو کر دردمندی اور خیر خواہی کے جذبے سے ہر حاکمِ وقت کو صحیح مشوروں سے نوازتے رہے۔ ایک گفت گو میں حال ہی میں انہوں نے فرمایا بھی تھا کہ مجھے اس نیک مقصد کے لئے کوئی آئندہ بھی بلائے گا تو میں جانے کو تیار ہوں۔

ڈاکٹر صاحب اردو، عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی سمیت سات زبانوں کے ماہر تھے اور ان زبانوں میں تحریر اور گفت گو دونوں کا مکمل ملکہ رکھتے تھے، یہی سب ہے کہ آپ کی تصانیف خاص طور پر اردو کے ساتھ ساتھ انگریزی اور عربی میں موجود ہیں۔ عربی میں آپ کی آخری تالیف تاریخ حرکۃ المجدد دیہ ہے، جس میں برعظیم کے عظیم عبقری شخصیت حضرت مجدد الف ثانی کے احوال و آثار اور خدمات وتصنیفات کا علمی جائزہ لیا گیا ہے اور چار سو سے زائد صفحات کی اس کتاب کی خاص بات پچاس سے زائد مکتوبات مجدد کا عربی ترجمہ ہے جو ڈاکٹر صاحب کی فارسی اور عربی دانی، علمی تبحر اور تصوف کے دقائق سے گہری واقفیت کا ثبوت ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ کی فرانسیسی زبان میں دو جلدوں میں سیرت کی مشہور کتاب کا ترجمہ ڈاکٹر صاحب نے براہ راست فرانسیسی سے انگریزی میں کیا تھا۔ جو بہت مقبول ہوا۔ افسوس اس کی دوسری جلد انگریزی میں منتقل نہ ہوسکی۔

اردو داں طبقے میں ڈاکٹر صاحب کا سلسلہ محاضرات بڑا مقبول ہوا۔ جس کی چھ جلدیں اہل علم کو متاثر کر چکی ہیں۔ ان میں سے ہر جلد ۱۲ خطبوں پر مشتمل ہے، جن کے موضوعات یہ ہیں: قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، شریعت، معیشت وتجارت، اس کے علاوہ اردو میں ان کی کتب یہ ہیں:

۱۔ قانون بین الممالک ۲۔ اسلام اور مغرب تعلقات ۳۔ مسلمانوں کا دینی وعصری نظام تعلیم ۴۔ اسلامی بنکاری ایک تعارف ۵۔ ادب القاضی ۶۔ قرآن مجید ایک تعارف۔

ڈاکٹر صاحب انتہائی متدین اور حد درجہ متقی شخص تھے، برس ہا برس کا مشاہدہ ہے کہ سرکاری ودفتری ذمے داریوں میں سرکاری مراعات سے کبھی ذاتی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ڈاکٹر صاحب کا وجود عالم اسلام کے لیے بسا غنیمت تھا، بین الاقوامی فورم پر اسلام اور پاکستان کی نمائندگی کا جو سلیقہ ڈاکٹر صاحب کو حاصل تھا، اس کی مثال کم ملے گی۔ پھر علم وفضل اور دینی حمیت وتصلب کے ساتھ ساتھ حسن تکلم وحکمت کی دولت سے آراستہ تھے، جس سے وہ ایسے مواقع پر بھرپور فائدہ اٹھاتے تھے۔

ڈاکٹر صاحب حافظ قرآن تھے اور قرآن حکیم سے ڈاکٹر صاحب کا شغف نہایت غیر معمولی تھا، اور یہ شغف اوائل عمر ہوتے ہی عطا ہوا تھا، اور جب وقت ملتا تلاوت میں مشغول ہو جاتے، دوران سفر خاص کر یہی معمول رہتا، جس کی

گواہی آپ کے ہم راہ سفر کرنے والے سب ہی دیتے ہیں۔ راقم کا اپنا مشاہدہ ہے کہ جب کبھی میں آپ کو لینے ایئر پورٹ گیا تو آپ اندر سے زیرلب تلاوت کرتے ہوئے نکلے۔ آپ کو بچپن کے ساتھی اور ملک کے معروف قاری، قاری احمد میاں تھانوی نے ڈاکٹر صاحب کے جنازے کے موقع پر بیان کیا کہ اسلام آباد میں ابتدائی زمانے میں ہم اکھٹے پڑھتے اور اکھٹے ہی زیادہ وقت گزارتے، ہم شام میں اکھٹے چائے پیتے، جو اکثر ڈاکٹر صاحب پلاتے، پھر گھر کو جاتے ہوئے راستے میں ایک جگہ آتی جہاں خاموشی ہوتی، ہم ایک ٹوٹی ہوئی دیوار پر بیٹھ جاتے اور ڈاکٹر صاحب انہیں کہتے کہ میں نے چائے پلائی ہے، اب تم قرآن سناؤ، میں تلاوت شروع کرتا، اور کچھ نصف نصف گھنٹے تک قرآن پڑھتا رہتا اور ڈاکٹر صاحب سنتے رہتے۔ زمانۂ طالب علمی میں قرآن کریم سے تعلق کا یہ حال تھا۔

ڈاکٹر صاحب کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے، مگر ان کی نہایت نمایاں خدمت جس کا تعلق عصر حاضر سے ہے وہ ان کی تنقید مغرب ہے، ڈاکٹر صاحب نے نہایت مرتب انداز میں مغرب اور اس کے فلسفہ حیات کا مطالعہ کیا، ان کی نفسیات کو جانچا، ان سے مکالمے کئے، ان کا قریب سے مشاہدہ کیا، پھر ان کے طرز فکر، فلسفہ حیات، نظام معاشرت، اسلوبِ تعلیم اور اندازِ زیست پر کھل کر تنقید کی۔ ڈاکٹر صاحب قدیم و جدید کے ایسے جامع تھے جن کے ہاں دونوں پہلوؤں میں غیر معمولی توازن دکھائی دیتا ہے، یہی سبب ہے کہ ان کے ہاں نہ دینی حوالے سے مداہنت ملتی ہے نہ مغربی حوالے سے مرعوبیت، ان کے اظہار ماضی الضمیر کی راہ میں کوئی چیز کبھی حائل نہیں ہوسکی، یہ خوبی ان کی تحریروں اور فکر کو نہایت قیمتی بنا دیتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تنقید مغرب یوں تو ان کی بہت سی تحریروں میں نظر آتی ہے، بلکہ زیادہ تر تحریریں چوں کہ عصری تناظر رکھتی ہیں خواہ اس کا تعلق تعلیم سے ہو یا فقہ و قانون سے، یا شریعت اسلامی سے، مگر ان کے خاص وہ مضامین جو مغرب سے تعلق رکھتے ہیں ''اسلام اور مغرب تعلقات'' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں یہ مجموعہ چھ موضوعات پر مشتمل ہے۔

(۱) اسلام اور مغرب۔ موجودہ صورتِ حال، امکانات، تجاویز

(۲) مکالمہ بین المذاہب۔ مقاصد، اہداف، اصول و ضوابط

(۳) نئے عالمی نظام کی تشکیل اور امتِ مسلمہ کی ذمے داریاں

(۴) مغرب کا فکری اور تہذیبی چیلنج اور علما کی ذمے داریاں

(۵) دفاعِ اسلام اور مسیحیت

(۶) علامہ اقبال کی تنقید مغرب

ان میں سے سب سے پہلا عنوان خاصے کی چیز ہے، اور اس موضوع پر تکمیلی شان کا حامل ہے۔ یہ دراصل ڈاکٹر صاحب کا ایک خطبہ ہے، جو ہمارے ادارے دارالعلم والتحقیق، کراچی کے زیراہتمام پہلے مولانا سید زوار حسین شاہؒ یاد

گاری خطبے کے طور پر پیش کیا گیا تھا، یہ ادارے کا افتتاحی پروگرام بھی تھا، جو ۱۵ اگست ۲۰۰۷ء کو کراچی میں منعقد ہوا تھا، اس کو اہلِ علم کے ہاں بہت پزیرائی حاصل ہوئی، یہ ڈاکٹر صاحب کی نظر ثانی کے بعد پہلے علیحدہ کتابچے کی صورت میں شائع ہوا، پھر اسے موجودہ کتاب کا حصہ بنایا گیا یہ مضمون مجموعی طور پر مغرب کی موجودہ صورتِ حال، ان کی ذہنی کشمکش، ان کے حوالے سے مسلمانوں کے نظریات میں تفاوت اور اختلاف اور اس سلسلے میں ایک نہایت معتدل نقطہ نظر کا احاطہ کرتا ہے، جس کے پس منظر میں اسلام اور مغرب تعلقات کی تاریخی، موجودہ معروضی حالات، مغرب اور ہماری ضرورتیں اور ان کی اور ہماری کمزوریاں سب ہی شامل ہیں، ڈاکٹر صاحب نے اپنے علم وفضل، مشاہدے اور مکالمے سب کی روشنی میں ایک مفصل جائزہ قارئین کے سامنے پیش کیا ہے، جو ہمارے لئے راہِ عمل متعین کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی خوبی یہ ہے کہ ان کی تحریر میں کہیں پر بھی ذرا مداہنت کا تصور موجود نہیں ہے نہ مغرب سے مرعوبیت کی کوئی ادنیٰ جھلک ان کی تحریروں میں نظر آتی ہے، ڈاکٹر صاحب مغرب کے سیکولرازم کے نعرے سے قطعاً متاثر نہیں ہوتے، وہ اسے مغرب کی ایک چال سمجھتے ہیں، آپ نہایت وضاحت سے لکھتے ہیں:

یہ کہنا کہ مغربی دنیا سیکولر ہے، اس لئے اسے مذہبی مفادات سے دل چسپی نہیں ہے، یہ پرلے درجے کی بے وقوفی اور افسوس ناک درجے کی سادہ لوحی ہے۔ مغربی دنیا کو پوری دنیا میں عیسائی مفادات سے کم از کم گزشتہ چار سو سال سے دل چسپی چلی آ رہی ہے۔ آج بھی امریکہ اور یورپ کے ہر ملک کو دنیا بھر میں مسیحی مفادات سے مکمل دل چسپی ہے۔ عیسائی مفادات کو فروغ دینے میں ان کی ساری حکومتیں ایک آواز اور ایک دوسرے کے ساتھ متفق اللفظ ہیں۔ دنیائے اسلام میں عیسائیت کو فروغ دینا مغربی ریاستوں کا طے شدہ ایجنڈہ ہے۔ دنیائے اسلام میں عیسائیت کی آبادی میں اضافہ کرنا اور پھر ان عیسائی آبادیوں کے لئے دنیائے اسلام میں سے الگ عیسائی ریاستیں کاٹنا اور اس بنیاد پر مسلم مملکت کو تقسیم کرنا بھی ان کے پروگرام میں شامل ہے۔

کچھ عرصے سے مغرب نے ایک نیا نعرہ دنیا کو دیا ہے، عالم گیریت یا گلوبلائزیشن، یہ خوش نما نعرہ سادہ لوح مسلمانوں کو بھی بہت بھاتا ہے، مگر ڈاکٹر صاحب کے بے باک رائے اس باب میں یہ ہے:

ہمارے ہاں بہت سے لوگ سادہ لوحی میں یہ سمجھتے ہیں کہ گلوبلائزیشن ایک معاشی خوش حالی کا ایک پیغام ہے، میں نے اپنے ذمے دار لوگوں کو بات کرتے ہوئے سنا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ گلوبلائزیشن ہوگا تو پتہ نہیں کیا کیا نعمتیں ابلنے لگیں گی۔ دودھ شہد کی نہریں بہنے لگیں گی۔ جب تک ہم ایک بات ذہن میں نہیں رکھیں گے کہ

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصری حتی تتبع ملتھم(البقرۃ: ۱۲۰)

یہود ونصاریٰ ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوں گے، جب تک تم ان کی ملت کا اتباع نہیں کرو گے۔

قرآن پاک کا اعلان ہے۔ اور صیغۂ تاکید میں ہے، یہاں محض دین کا اتباع نہیں، ملت اس دین کو کہتے ہیں

جس میں کلچر بھی شامل ہے، شعائر بھی شامل ہیں اور جس میں سویلائزیشن بھی شامل ہے۔ جب تک تم سو فیصد ان کے رنگ میں نہیں رنگ جاؤ گے وہ تم سے راضی نہیں ہوں گے۔

ڈاکٹر صاحب نے صرف مغرب کا فلسفہ پیش نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کو ان کی ذمے داریوں کا احساس بھی دلایا ہے اور انہیں بیدار کرنے کی سعی کی ہے، اسی خطبے کے اختتام میں فرماتے ہیں:

اب گویا امریکہ واحد عالمی طاقت ہے۔ مغربی فکر ہی اب حقیقی اور دیرپا فکر ہے، مغربی تہذیب ہی واحد تہذیب ہے۔ ان کے صف اول کے اہل علم کی رائے میں اب تاریخ انسانی اپنی انتہا کو پہنچ چکی ہے، ارتقا کا آخری مرحلہ طے ہو چکا ہے اور آخری مکمل انسان (بش اور اس کے مغربی اتباع کی صورت میں) وجود میں آچکا ہے۔ ان حالات میں بھی اگر دنیائے اسلام کے اہل فکر نے اپنی ذمے داری محسوس نہ کی اور فوری طور پر دنیائے اسلام کی فکری اور تہذیبی آزادی کے لئے کام نہ کیا تو طوفان سر سے گزر جائے گا اور جو تھوڑی بہت فرصت عمل آج باقی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی۔ غرض یہ گھڑی محشر کی ہے اور دنیائے اسلام عرصہ محشر میں ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی فکر کے یہ گوشے نہایت وقیع ہیں، ان کا کام اپنے ہر شعبے میں گراں قدر اور ہمارے لئے راہ نما ہے۔ مغرب کی موجودہ یلغار کا مطالعہ محض خام جذباتیت، کھوکھلی نعرے بازی اور گرم بیانات سے نہیں کیا جا سکتا، پہلے مرحلے میں مکمل دینی واقفیت، بلکہ علوم اسلامی میں مجتہدانہ دست رس، پھر مغربی فلسفہ، فکر و حیات سے مکمل واقفیت، طبیعت میں توازن، ارادے میں پختگی، مزاج میں تصلب اور عدم مرعوبیت درکار ہے، اور افسوس کہ یہ خوبیاں ڈاکٹر صاحب کے بعد کسی اور میں دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے، اور ان کی مساعی کو قبول فرمائے۔ ایسی شخصیات صدیوں میں بھی کم ہی پیدا ہوتی ہیں۔

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان
31 مارچ 2011ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

(دوسری قسط)

حکیم نورالدین قادیانی کا دورِ حکومت

پروفیسر خالد شبیر احمد

حکیم نورالدین قادیانی ۱۳/ مارچ ۱۹۱۴ء تک یعنی اپنی موت تک اسی منصب پر فائز رہا اور قادیانی عقائد کی نشر واشاعت، انگریزوں کی اطاعت اور یہودیوں کے ساتھ گہرے روابط قائم کرنے کے فرائض کو نہایت چابکدستی اور محنت کے ساتھ سرانجام دیتے رہے۔

اختلاف

حکیم نوردین کی وفات سے تقریباً تین سال پہلے قادیانیوں کے درمیان اختلافات کے آثار نمودار ہوئے۔ قادیانیوں کا وہ گروہ جو اپنی سنجیدگی کی وجہ سے تقریباً پورے ملک کے اندر متعارف تھا، مرزا بشیرالدین قادیانی کے مزاج اُس کی اخلاقی پستی اور مسلمانوں کے خلاف انتہائی سخت مؤقف سے مطمئن نہیں تھا۔ در پردہ یہ گروہ مرزا بشیرالدین محمود پر تنقید کرتا رہتا تھا۔ حکیم نورالدین بھی ایک ماہر نفسیات کی حیثیت سے اس آویزش کو دیکھتا رہتا تھا۔ اُس نے مرزا بشیرالدین کی حمایت اور اس کے مخالف گروہ کی مخالفت کرنا شروع کر دی۔ حکیم نورالدین بڑی اچھی طرح اس بات کو جانتا تھا کہ قادیانیوں کی اکثریت کی وفاداریاں مرزا غلام احمد قادیانی کے بیٹے کے ساتھ ہیں جو مرزائے قادیاں کا بڑا چہیتا بیٹا ہے اور جسے غلام احمد نے اپنی حمایت کے ساتھ قادیانی گروہ میں وہ مقام دلایا ہے جس مقام کو حاصل کرنے کے بعد وہ آنے والے دور میں قادیانیوں کی سربراہی کا فریضہ احسن طور پر سرانجام دے سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حکیم نورالدین کی قیادت قائم ہوئے کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ اُس نے مرزا بشیرالدین قادیانی کی حمایت میں اُس واقعہ پر بڑی خوبصورتی کے ساتھ پردہ ڈال دیا کہ جس میں مرزا بشیرالدین قادیانی پر کسی خاتون کے ساتھ زنا کے ارتکاب کا الزام تھا۔ اتنا سنگین معاملہ اس خوبصورتی سے دبا دیا گیا کہ دیکھنے اور سننے والے حیران وششدر رہ گئے۔ حکیم نورالدین قادیانی کے اس کردار سے مرزا بشیرالدین محمود اور اُس کے خاندان کے مقتدر افراد کو حکیم نورالدین کے اور قریب آ گئے لیکن صدر انجمن احمدیہ جس کے ہاتھ میں قادیانی گروہ کے تمام انتظامی امور کو سرانجام دینے کی ذمہ داری تھی وہ اور اس کے ساتھی مرزا بشیرالدین قادیانی کے ساتھ ساتھ حکیم نورالدین کے بھی خلاف ہو گئے اور اس طرح قادیانی گروہ مستقل بنیادوں پر مزید دو گروہوں میں تقسیم ہو کر

رہ گیا۔ایک طرف حکیم نورالدین مرزا بشیر الدین محمود اوراس کے خاندان کے افراداور دوسری طرف خواجہ کمال الدین، مرزا یعقوب بیگ، مولوی صدرالدین، ڈاکٹر صدرالدین جیسے معروف نام ہیں۔

۱۹۱۴ء میں جب حکیم نورالدین کی موت واقع ہوئی یہی اختلاف ابھر کر سامنے آیا۔ایک پارٹی نے مرزا بشیر الدین کے ہاتھ پر دست تعاون رکھ دیا تو دوسرے گروہ نے اسے قادیانیوں کا سربراہ ماننے سے انکار کردیا۔اوراُس کی جگہ مولوی محمد علی ایم اے۔ایڈیٹر ''ریویو آف ریلیجنز'' کو اپنا سربراہ بنالیا اور یوں قادیانی گروہ مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ دھڑوں میں تقسیم ہو کے رہ گیا۔

مولوی محمد علی ایم۔اے نے چونکہ اپنے تمام دفاتر اوراداے قادیان سے لاہور میں منتقل کرلیے اور قادیان کی جگہ انھوں نے لاہور کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا۔اس لیے یہ گروہ ''لاہوری پارٹی'' کے نام سے موسوم ہوا، جب کہ مرزا بشیر الدین محمود نے قادیان کو ہی اپنی جماعت کا مرکز قرار دیا اس لیے دوسرا گروہ قادیانی گروہ کے نام سے منسوب ہوگیا۔

قادیانیوں کے لاہوری گروہ نے تمام مسلمانوں میں اپنے لیے مقام حاصل کرنے اور قادیانی گروہ کی مخالفت کرنے کے لیے اگرچہ کئی ایسے کام کیے جو بظاہر نہ صرف قادیانیوں کے ضمیر اور مرزا غلام احمد کے مؤقف اور مشن کے خلاف تھے تاہم یہ گروہ مسلمانوں میں اپنا مقام حاصل کرنے میں انتہائی ناکام رہا۔ذیل میں ایسے امور کی نشان دہی کی جاتی ہے جنھیں لاہوری گروہ نے اپنے عقائد اور سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور جن کے ذریعے انھوں نے اپنے آپ کو قادیانی پارٹی سے ممتاز کیا۔

(۱) مرزا غلام احمد نبی نہیں بلکہ مسیح موعود تھا۔

(۲) تمام مسلمان جو اُس کو اس حیثیت میں تسلیم نہیں کرتے کافر نہیں ہیں۔

(۳) مرزا غلام احمد نے دعوائے نبوت نہیں کیا۔اس لیے نہ تو وہ کافر ہے اور نہ ہی اُسے کسی حیثیت میں بھی تسلیم کرنے والے کافر ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محمود کے اس مذہبی عقیدے کو ہم تسلیم نہیں کرتے کہ مرزا غلام احمد نبی ہے اور جو شخص بھی اُس کی بیعت کی دس شرائط کو تسلیم نہیں کرتا وہ کافر ہے۔

بہرحال یہ اختلاف قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کے اپنے گھر کا اختلاف ہے۔ہم مسلمانوں کا نہ تو اس سے کوئی تعلق ہے نہ واسطہ۔تحقیق کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوائے نبوت مسلّمہ امر ہے جو دین اسلام کی بنیادی تعلیمات کے مطابق اُسے دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے لیے کافی سے زیادہ ہے۔اس کے علاوہ مرزا غلام احمد کی تحریروں سے عصمت انبیاء جیسے عقیدۂ اسلام کے خلاف بغاوت ثابت ہے اللہ تعالیٰ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین، انبیاء اور صحابہ کرام کی توہین وتذلیل کا ارتکاب اُس کے کفر کو ثابت کر چکا ہے۔جس پر ہم کہہ سکتے ہیں اگر مرزا غلام احمد

دعوائے نبوت نہ بھی کرتا تو اپنی کافرانہ تحریروں کی وجہ سے ہی اُس کا کافر ہونا ثابت ہے۔ اس لیے اگر ایک شخص بنیادی طور پر ہی کافر اور مرتد ہو گیا تو پھر وہ مصلح موعود یا مجدد کیسے ہو گیا۔ اب جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان سمجھتے ہوئے نبی یا مصلح مانتا ہے اُس کا نہ تو مسلمانوں سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی اسلام سے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں کے لاہوری گروہ نے ''ٹربیوٹی'' اور ''بلقان'' کی جنگوں میں ہندوستانی مسلمانوں کے اضطراب اور بے چینی کو محسوس کرتے ہوئے اُن کی حمایت حاصل کرنے کے لیے برطانوی حکومت کے خلاف احتجاج میں حصہ لیا اور ترکی کی حمایت میں صدر الدین، خواجہ کمال الدین، مرزا یعقوب بیگ وغیرہ نے اخباری بیانات دیے اور مضامین بھی تحریر کیے مگر پھر بھی مسلمانوں کی حمایت حاصل کرنے میں بری طرح ناکام ہو گئے۔ لیکن دوسری طرف لاہوری گروہ کا یہ رویہ چونکہ قادیانی گروہ کی برطانیہ نواز حکمت عملیوں کے صریحاً خلاف تھا، اس لیے اُن کی نگاہ میں لاہوری گروہ مردود و مرتد ہو گیا۔ جیسا کہ قادیانیوں نے ۱۹۱۹ء میں باقاعدہ لاہوری جماعت پر فردِ جرم عائد کرتے ہوئے انھیں مرتد، واجب القتل قرار دے دیا تھا۔ جس کے بعد یہ دونوں گروہ آج تک ایک دوسرے کے قریب نہ ہو سکے۔ اس سارے قضیے میں ہماری دل چسپی تو فقط اس قدر ہے کہ یہ کیسا پیغمبر ہے؟ جس کے ماننے والے اس بات کا ہی فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس کا دعویٰ کیا تھا پھر مسلمانوں سے وہ کیا توقع رکھ سکتے ہیں؟ کہ اُن کی باتوں پر توجہ دے کر اُنھیں غور سے سنیں۔ جب کہ اُن کا یہ اختلاف مرزا غلام احمد کے جھوٹا ہونے پر بطور دلیل کافی ہے۔ لیکن یہ سب کچھ تو اُن کے لیے ہے جن کے نصیب میں نجاتِ اُخروی لکھ دی گئی ہو۔ جو اللہ کے ہاں ازلی و ابدی ذلت کے مرتکب نہ ہو چکے ہوں۔

حکیم نور الدین کے یہودیوں کے ساتھ رابطے

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ قادیانی گروہ ایک سیاسی تحریک ہے، جو مذہب کے لبادے میں انگریزی استعمار کی ایماء اور امداد سے برپا کی گئی ہے۔ اس گروہ کی بنیادی غرض و غایت انگریزی سامراج کی ضرورتوں کو پورا کرنا اور دنیائے اسلام میں تفرقہ ڈال کے مسلمانوں کے ملّی تشخص مجروح کرنے کے علاوہ ترکی کی عثمانی ریاست کو ختم کر کے اس کی جگہ دنیا میں یہودیوں کی سیاسی حیثیت کو مستحکم کرنے کے لیے فلسطین کے اندر یہودی ریاست کے قیام کے لیے انگریزی سامراج کی مدد کرنا تھا۔ اس سلسلہ قادیانی گروہ کا کردار صاف طور پر سامنے ہے جس کے ثبوت میں ''قادیان سے اسرائیل تک'' کے مصنف ابو مدثرہ کا ایک اہم اقتباس پیشِ خدمت ہے:

''مرزا غلام احمد کی تحریک کی ابتداء اور اس کی حقیقی غرض و غایت سے شناسائی حاصل کرنے کے لیے ہمیں ایک تو برطانوی سامراج کی سیاسی پالیسی پر نظر رکھنی ہو گی۔ دوسرے یہودی تحریکِ قومیت...... صیہونیت ۱۸۹۷ء کے رہنماؤں اور انگریزوں کے بڑھتے ہوئے روابط کا جائزہ لینا ہو گا۔ اس پس منظر میں قادیانی تحریک کے کردار کا مطالعہ کرنے سے

معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی برطانوی سول سروس، یہودی افسر، اس تحریک کی کامیابی کے لیے ہر سطح پر کوشاں تھے۔ دراصل وہ ہر ایسی تحریک کے قیام اور اس کی سرپرستی کے لیے بے تاب تھے جو برطانوی سامراج کے توسیع پسندانہ اغراض اور صیہونیت کے سیاسی عزائم کے دوہرے مقصد کو پورا کرنے کی اہل ہو۔ ان دونوں طاقتوں کا بڑا نشانہ ترکی کی عظیم سلطنت تھی جس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہی علاقائی توسیع پسندی اور فلسطین میں یہودی ریاست کے خواب کو پورا کیا جا سکتا تھا۔

یہ حقیقت پیشِ نظر رہے کہ انیسویں صدی کے وسط میں ''رسل اوتھ بل'' پاس ہونے کے بعد یہودی برطانیہ کی سیاست پر چھائے جا رہے تھے اور سول سروس میں اعلیٰ عہدے حاصل کر کے برطانوی نوآبادیت میں قدم جما رہے تھے۔ جدید سیاسی افکار نے یہودی اور عیسائی مذہبی امتیازات کو ختم کر رہا تھا۔ ۱۸۸۵ء سے ۱۹۰۲ء تک برطانیہ کے تین وزیراعظم سالبری، گلیڈسٹون، روزبری میں سے اول الذکر یہودی تھا اور دوسرے دو یہودی نواز اور ترک دشمنی میں اپنی مثال آپ تھے۔ تحریکِ صیہونیت (۱۸۹۷ء) کی بنیاد رکھ کر تھیوڈور ہرزل نے جب عثمانی حکومت کے قبضے سے فلسطین کو آزاد کرانے کا اعلان کیا تو برطانیہ نے صیہونی لیڈروں سے مضبوط روابط قائم کر لیے اور ایک مشترکہ لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے مذاکرات کا آغاز کیا۔ یہودی ریاست کے سوال پر برطانوی سیکرٹری نوآبادیات جوزف چیمبرلین اور ہرزل کی طویل ملاقاتیں ہوئیں جس کے نتیجے میں برطانیہ نے یوگنڈا میں یہودی ریاست کی تشکیل کی تجویز پیش کی لیکن یہودی برادری نے اسے مسترد کر دیا۔'' (انسائیکلو برٹینکا ریونزم)

۱۹۰۲ء میں دنیا کے تمام ممالک میں یہودیوں نے صیہونیت کے پروگرام کے مطابق یہودی ریاست کے قیام کے لیے وسائل کو بروئے کار لانے کی جدوجہد کو تیز کر دیا اس کی بڑی وجہ برطانیہ میں آرتھر جے بالفور کا وزیراعظم کے عہدے پر فائز ہونا تھا۔ بالفور سابق وزیراعظم برطانیہ سالسبری کا بھتیجا تھا اور اس کی لبرل یونیسٹ وزارت (۱۸۸۶ء تا ۱۸۹۲) میں چیف سیکرٹری کے عہدے پر رہ چکا تھا۔ یہ وہی بدنامِ زمانہ یہودی ہے جو اعلان بالفور (۱۹۱۷ء) کا مجوز تھا۔ اپنے دورِ وزارت ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۵ء تک اس نے صیہونیت کے فروغ کے لیے زبردست تحریک چلائی اور دنیا کی تمام صیہونیت نواز تحریکوں کی مدد کی۔ ۱۹۰۵ء میں سر بیرفان وزیراعظم بنا۔ فارن سیکرٹری سر ایڈورڈ گراس کا معتمد تھا انھوں اپنے پیشروؤں کی ترک دشمن حکمت عملی پر پورا پورا عمل کیا۔ اس عہد میں ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن (۱۸۹۹ء۔۱۹۰۷ء) ہندوستان کو بیس بنا کر مشرقِ وسطیٰ میں سامراجی سازشوں کی تکمیل میں سرگرم تھے۔ یہ تاریخی حقیقت بھی منظرِ عام پر آ چکی ہے کہ یہود کے سیاسی مفادات کے تحفظ کے لیے ہندوستان کی سول سروس کے بعض یہودی افسر بھی سرگرمِ عمل تھے جو انگلو اسرائیلی ایسوسی ایشن لندن کے سرگرم رکن تھے اور مختلف فوجی اور انتظامی عہدوں پر فائز تھے۔ جن میں فوج کے جنرل اور گورنر تک کے عہدے شامل تھے۔ یہ لوگ صیہونیت کے عمومی مقاصد کی تکمیل میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے۔

(سوشولوجیکل ریویو لندن، ۱۹۶۸ء۔ مقالہ از جے ولسن)

اس تحریر کی روشنی میں مسلمانوں پر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ترکی کی عثمانی ریاست کا انہدام یہودی اور عیسائی طاقتوں کی نظر میں کس طرح واضح اور صاف تھا۔ وہ اس ریاست کو دنیا کے تمام مسلمانوں کا مرکز تصور کرتے ہوئے اسے تباہ و برباد کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ تاکہ صیہونی ریاست کے قیام کو ممکن بنایا جاسکے۔ برطانیہ کی طرف سے یوگنڈا میں یہودی ریاست کی تشکیل کی تجویز کو یہودیوں نے محض اس لیے مسترد کر دیا تھا کہ اُن کی نگاہیں فلسطین پر لگی ہوئی تھیں وہ فلسطین کو اپنا وطن گردانتے تھے اور دوبارہ فلسطین میں اسرائیلی ریاست قائم کرنا چاہتے تھے۔ فلسطین میں یہودی ریاست کا قیام اور ترکی کی سلطنت عثمانیہ کا اختتام اُس وقت کے حالات میں دشمنانِ اسلام کے اولین مقاصد تھے۔ جسے وہ ہر حال میں حاصل کرنا چاہتے تھے اس مقصد کے حصول کے لیے قادیانی کتنے متحرک اور فعال تھے اس کا اندازہ لگانے کے لیے ذیل میں چند حقائق نذرِ قارئین ہیں۔

(باقی آئندہ)

☆☆☆

سکول، کالج اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات نیز تمام خواتین و حضرات کے لیے

فہمِ ختمِ نبوت خط کتابت کورس

داخلہ جاری ہے

- خط کتابت کے ذریعے گھر بیٹھے عقیدۂ ختم نبوت سے مکمل آگاہی اور منکرینِ ختم نبوت کے عقائد و نظریات سے واقفیت حاصل کریں۔
- داخلہ کے لیے سادہ کاغذ پر اپنا نام، ولدیت، تعلیم و پیشہ، فون نمبر اور ڈاک کا مکمل پتا لکھ کر ارسال کریں • ایک لفافہ میں صرف ایک ہی درخواست بھیجیں۔
- ایس ایم ایس کے ذریعے اپنا نام و پتہ بھیج کر داخلہ لے سکتے ہیں۔
- کورس مکمل کرنے پر ایک خوبصورت سند، جبکہ نمایاں کارکردگی پر شرکاء کو خصوصی تحائفِ کتب دیئے جائیں گے۔

رابطہ دفتر مجلس احرار اسلام مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ (غرب) ضلع چکوال (پنجاب)
0300-5780390,0300-4716780

● **کتاب: معیاری ادب...... خدا حافظ؟ مرتب: جمشید اقبال**

ضخامت: ۱۱۲ صفحات　قیمت: ۲۰۰ روپے　ناشر: پیس پبلی کیشنز بہاول پور

ایک زمانہ تھا۔ جب اردو ادب میں علمی سوال اہمیت رکھتا تھا اور اس سے ایک نئی بحث کا آغاز ہوتا تھا۔ جو دیر تک چلتی تھی مگر اب طویل عرصہ سے خاموشی ہے۔ جو جی میں آئے لکھتے رہے، کسی کو کوئی فکر نہیں کیا لکھا جا رہا ہے۔ اس تنقیدی سکوت میں جمشید اقبال نے سوال اٹھایا ہے کہ ''معیاری ادب...... خدا حافظ؟'' اس پر بحث ہونی چاہیے تاکہ بات آگے چلے۔ اس کتاب کو دیکھ کر مجھے محمد حسن عسکری مرحوم یاد آئے انھوں نے اس موضوع پر لکھا تھا اور اردو ادب میں ہلچل محسوس ہوئی تھی اور دیر تک اس کا تذکرہ رہا۔ یہ اردو ادب کا بہترین دور کہا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود عسکری مرحوم اس سے مطمئن نہیں تھے۔ انھوں نے دو مضمون لکھے پہلا ۱۹۵۱ء کو ماہنامہ ''مخزن'' لاہور میں ''موجودہ ادبی جمود اور اس کے کچھ اسباب'' کے عنوان سے شائع ہوا۔ اور مارچ ۱۹۵۵ء ماہنامہ ''ادبِ لطیف'' میں ایک فیصلہ کن مضمون ''ادب کی زندگی اور موت'' شائع ہوا۔ اس مضمون کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

> ''میں نے خود تو ایک مدّت سے کوئی افسانہ نہیں لکھا۔ مگر تخلیق پر ایمان تو قائم ہے۔ میں ادب کی موت کا ذکر کرتا ہوں تو اس لیے کہ یہ بھی ایک تخلیقی عمل ہے۔ کیا ہمارے ادیب اتنے کم حوصلہ ہیں کہ زندگی تو زندگی، موت سے بھی ڈرنے لگے ہیں۔ زندگی تو کہیں زیادہ مشکل چیز ہے۔ پہلے تو موت کا بار اٹھانے کی مشق کیجیے۔ زندگی کے مطالبے تو بہت سخت ہوں گے۔''

اس کے بعد اس موضوع پر بہت کم لکھا گیا۔ لیکن کتاب پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ جمشید اقبال کی مرتبہ کتاب دیکھ کر مجھے عسکری مرحوم یاد آ گئے۔ ہر چند کہ اس میں جن ناقدین کے مضامین شامل ہیں ان میں سوائے ڈاکٹر جمیل جالبی کے کوئی نقّاد عسکری صاحب کے برابر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ مرتب نے اس کتاب کے دیباچے (حرفے چند) کو ''ادبی یکسانیت + ادبی لایعنیت = فکری بحران'' کا عنوان دیا ہے۔ یہ جذباتی انداز میں لکھا گیا ہے۔ ایک اقتباس دیکھیے:

> ''اس کے علاوہ میں اور کیا کہوں کہ اس یکسانیت نے جہاں بانجھ پن کو عام کیا ہے۔ وہاں نامردی جیسے مرض کو بھی جگہ جگہ پھیلا دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر طرف ادبی ہیجڑے تالیاں پیٹتے نظر آ رہے ہیں۔ یہ ادبی ہیجڑے

اپنے چہروں پر سرخی پاؤڈر تھوپے، رنگ برنگے پہنے، بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں اور داد وصول کر رہے ہیں...... ایسے عالم اور ایسے وقت میں ایک ایسے مرد جری کی ضرورت ہے، جو کچھ کر کے دکھادے۔ ہر طرف، ادبی ہیجڑوں کو مردانگی سکھادے۔ قلم کی حرمت اور عالم کو تسخیر کرنے کے ضابطے سکھادے...... ہاتھوں کو قلم رکھنا یا ہاتھ قلم رکھنا...... کی نئے انداز میں تشریح کر کے مفہوم و معانی، ایک ایک کے ذہن میں بٹھادے۔''

''حرفے چند'' کے علاوہ ۱۴ مضامین اس کتاب میں شامل ہیں۔ جس میں ادب میں یکسانیت اور جمود کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ اس سے مکمل طور پر اتفاق کیا جائے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارے نقّاد اس طرف متوجہ ہوتے ہیں یا وہ خوابِ خرگوش کے مزے لیتے ہیں؟ اور اس کے ساتھ یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ادب کبھی مرتا نہیں ہے۔ اسے زندہ رہنا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے۔ ہاں البتہ ادب مختلف ادوار سے ضرور گزرتا رہتا ہے۔　　**(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)**

- **کتاب: سقوطِ جامعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور دینی قیادت کا کردار**

مؤلف: پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی　　ضخامت: ۹۰۸ صفحات (مع خاموش آپریشن کی کہانی تصاویر کی زبانی)

زرِتعاون: ۴۰۰　　ناشر: مکتبہ مدنیہ، البدر پلازہ، فوارہ چوک ایبٹ آباد

جناب پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی علمی و تحقیقی دنیا میں معروف اور نامور شخصیت ہیں ان کا وصف یہ ہے کہ بلا خوفِ تردید لگی لپٹی بغیر سچی بات کہہ دیتے ہیں۔ بقولِ اقبال:

کہتا ہوں وہی بات سمجھتا ہوں جسے حق
میں زہرِ ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

جولائی ۲۰۰۷ء میں جامعہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور لال مسجد اسلام آباد پر ملعون پرویز مشرف نے ایک فوجی آپریشن کے ذریعے حملہ کیا۔ لال مسجد اور جامعہ حفصہ پرویزی حکومت کے دل میں کانٹے کی طرح چبھتے تھے۔ ۲۰۰۴ء میں اس ادارے پر سرکاری حملے شروع ہوئے اور یہ سلسلہ چار سال تک جاری رہا بالآخر جولائی ۲۰۰۷ء میں آٹھ روزہ آپریشن کے بعد لال مسجد اور جامعہ حفصہ پر حکومت نے قبضہ کر لیا۔

اس آپریشن میں عفت مآب معصوم بچیوں پر کیا کیا مظالم ڈھائے گئے؟ انھیں کس طرح اذیت دے کر شہید کیا گیا؟ قرآن پاک کی بے حرمتی کی گئی۔ مسجد کے احترام اور بہنوں بیٹیوں کے تقدس کو کس سفاکی سے پامال کیا گیا۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں نے کیا گھناؤنا کردار ادا کیا۔ یہ سب کچھ محترم قاضی صاحب نے بڑی تفصیل سے اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ یوں کہنا چاہیے کہ انھوں نے لال مسجد آپریشن کے حوالے سے بہ ظاہر کوئی پہلو نہیں چھوڑا سب کچھ یک جا کر دیا ہے۔ آپ کتاب پڑھیں گے تو یہ سب کچھ آپ کو معلوم ہوگا۔ آپریشن کی تصاویر کتاب کے آخر میں شامل ہیں، جو

تاریخ کے بدترین ظالمانہ اور سفّاکانہ مناظر کی منہ بولتی تصاویر ہیں۔ لال مسجد آپریشن کے حوالے سے یہ کتاب ایک تاریخی دستاویز اور مکمل انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

● **ماہنامہ ''المدینہ'' کراچی (نعت نمبر)**

مدیر: قاری حامد محمود قادری　　ضخامت: ۱۷۰ صفحات　　قیمت: ۲۰۰

ملنے کا پتہ: ماہنامہ المدینہ، E-36، گراؤنڈ فلور، ۲۱ویں کمرشل اسٹریٹ، فیز۲، ایکسٹینشن، ڈیفنس۔ کراچی، فون: ۳۵۳۹۴۷۴۷-۰۲۱

حمد و نعت کی شاعری اظہارِ خیال کی ایک پاکیزہ صنف ہے۔ جس طرح اللہ بادشاہت اور سیدنا محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت کو کبھی زوال نہیں، اسی طرح حمد و نعت کی شاعری بھی ہمیشہ زندہ رہے گی۔ جن لوگوں کو اللہ کی حمد و ثنا اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت و تعریف کی سعادت حاصل ہوتی ہے وہ بھی زندۂ جاوید ہو جاتے ہیں۔ آسمانوں میں ان کے تذکرے اور زمین پر ان کے چرچے ہوتے ہیں۔ حمد و نعت کی شاعری بھی اظہار خیال کی قدیم صنف ہے۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں متعدد صحابۂ کرام نے نعت کہی اور حمد یہ اشعار بھی کہے۔ جس طرح اللہ کی ذات سب سے قدیم ہے اسی طرح حمد بھی سب سے قدیم ہے۔ مدّاح رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے لے کر عصر حاضر تک اہل ایمان نعتیہ اشعار کہہ رہے ہیں اور مدح و توصیف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

جناب حامد محمود قادری نے ماہنامہ ''المدینہ'' کے اس خاص نمبر میں قدیم و جدید شعراء کی حمد نعت کا خوبصورت انتخاب کیا ہے۔ غیر مسلم شعراء کا کلام بھی شامل ہے۔ سفید اعلیٰ کاغذ پر معیاری طباعت قاری کی دلچسپی اور شوق مطالعہ کو مہمیز کرتا ہے۔ ایمان کو جلا بخشتا اور قلوب و اذہان کو ایمان سے منور کرتا ہے۔ حامد محمود قادری اور ان کے رفقاء مبارکباد کے مستحق ہیں۔

● **''چراغ حرا'' (نعتیہ مجموعہ)**

شاعر: مسرور کیفیؒ　　ضخامت: ۸۰ صفحات،　　قیمت: ۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: جہانِ نعت، شاہراہ مسجد حدیبیہ، گلشن حدید، فیز۲ بن قاسم ٹاؤن، ضلع ملیر، کراچی ۷۵۰۱۰

حضرت مسرور کیفیؒ کا شمار معروف نعت گو شعراء میں ہوتا ہے۔ بقول نازش حیدری ''۱۹۵۰ء میں وہ بچوں کی شاعری کی حیثیت سے ان کی تلامذہ میں شامل ہوئے۔ ۱۹۵۱ء میں غزل کہنے لگے۔ ۱۹۶۰ء میں سندھی زبان میں شعر کہنے لگے اور ۱۹۷۶ء میں حج کی سعادت حاصل ہونے کے بعد صرف نعت کہنے لگے۔''

''چراغ حرا'' ان کا نعتیہ مجموعہ ہے۔ ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی مرحوم کے تأثرات کے ساتھ مناسب طباعت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ بقولِ مسرور کیفیؒ

حق تو یہ ہے کہ حق نہ ادا نہ ہو سکا کبھی
کہنے کو ہم نے نعت کہی بارہا کہی

● ''مسائل زکوۃ، قرآن وحدیث کی روشنی میں'' مؤلف: مولانا محمد رفعت قاسمی (مدرس دارالعلوم دیوبند)

ضخامت: ۲۸۸ صفحات　قیمت: ۱۸۰ روپے　ناشر: ''المیزان''، الکریم مارکیٹ، اردو بازار لاہور

زکوۃ اسلام کے بنیادی ارکانِ خمسہ میں سے ایک ہے اور ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے۔ زکوۃ کا نصاب کیا ہے؟ زکوۃ کیسے ادا کی جائے؟ زکوۃ ادا کرنے والوں کی فضیلت اور ادا نہ کرنے والوں کا آخرت میں عبرت ناک انجام تمام مسائل کی تفصیلات اس کتاب میں موجود ہیں۔ دین کے مسائل کو جاننا، سمجھنا اور ان پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ بھی عامۃ المسلمین کی دین سے ناواقفیت کو دور کرتا ہے۔ انداز نہایت سادہ اور عام فہم ہے۔

● ماہنامہ ''الفاروقیہ'' شجاع آباد　مدیر: مولانا زبیر احمد صدیقی

قیمت فی شمارہ: ۲۰ روپے　ناشر: جامعہ فاروقیہ پرانا ملتان روڈ، شجاع آباد، ملتان

صحافت کی دنیا بڑی وسیع ہو چکی ہے۔ عصرِ حاضر میں پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا نے معلومات، تجزیہ اور پالیسی سازی کے میدان میں تہلکہ خیز ترقی کی ہے۔ کام کا رخ، میدان اور انداز سب کچھ بدل کر رکھ دیا ہے۔ ایسی وسیع وعریض دنیا میں دینی صحافت کا علم لے کر نکلنا اور مسلمانوں کی صحیح رہنمائی کرنے جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

دینی مدارس اور دینی جرائد ورسائل کچھ لازم وملزوم سے ہو کر رہ گئے ہیں۔ تقریباً ہر بڑے مدرسے نے اپنا جریدہ نکال لیا ہے۔ ان کی تقلید میں بعض چھوٹے مدارس نے بھی اپنے اپنے جرائد ورسائل شائع کرنے شروع کر دیے ہیں۔ ان میں غیر معیاری رسائل کی بہتات ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ معیاری جرائد کی اشاعت کے ذریعے مسلمانوں کے عقائد واعمال کی اصلاح اور تبلیغ دین کا فریضہ پوری قوت اور شان وشوکت سے ادا کیا جائے۔

''ماہنامہ الفاروقیہ'' کی جلد ۳، شمارہ ۳، ربیع الاول ۱۴۳۲ھ اس وقت ہمارے پیشِ نظر ہے۔ مولانا زبیر احمد صدیقی ایک ذہین، باصلاحیت، مخلص، محنتی انسان اور عالم باعمل ہیں۔ زیرِ مطالعہ رسالہ ان کی بالغ نظری، فکری حمیتوں اور عملی جدوجہد کا غماز وترجمان ہے۔

خوبصورت سرورق، اعلیٰ طباعت، حالات حاضرہ پر جاندار ادارتی تحریر، معیاری علمی ودینی مضامین کے جلو میں شاہراہ صحافت پر اپنی دینی آن اور شان کے ساتھ گامزن ہے۔ مولانا زبیر احمد صدیقی مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہیں کامیابیاں عطا فرمائے۔ (آمین)

(تبصرہ: عین الزمان عادل)

☆☆☆

ادارہ

اَخبارُالاحرار

احرار ختم نبوت کانفرنس چناب نگر

رپورٹ: مولانا کریم اللہ/شاہد حمید

مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام منعقدہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' کے مقررین نے کہا ہے کہ قادیانیوں کو آئین اور قانون کا پابند بنایا جائے اور بین الاقوامی سطح پر ان کو اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکنے کے لئے اقدامات کئے جائیں ریمنڈ ڈیوس تین پاکستانیوں کا قاتل ہے اِس کے مجرمانہ فعل کو چھپانے اور اُسے بچانے کے لئے حکومتی کردار قوم کو کسی صورت قبول نہیں۔ چناب نگر (ربوہ) کی جامع مسجد احرار میں قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری کی زیر سرپرستی منعقد ہونے والی سالانہ ''احرار ختم نبوت کانفرنس'' انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے سربراہ مولانا عبدالحفیظ مکی (مکہ مکرمہ)، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری کی صدارت میں منعقد ہوئی جبکہ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مولانا مجاہد الحسینی، پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ، مولانا منیب الرحمٰن لدھیانوی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد مغیرہ، قاری محمد یوسف احرار، قاری اصغر عثمانی، مفتی عطاء الرحمٰن قریشی، حافظ محمد اکرم احرار، جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی رہنما مولانا عبدالخالق، جمعیت علماء اسلام (ف) کے مرکزی رہنما مفتی کفائت اللہ (رکن صوبائی اسمبلی خیبر پختون خواہ)، اہلسنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ، مولانا عزیز الرحمٰن خورشید، ممتاز سکالر محمد متین خالد، تحریک تحفظ ختم نبوت آزاد کشمیر کے امیر قاری عبدالوحید قاسمی اور کئی دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی دنیا میں بدترین گستاخانِ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اِن کے دجل و تلبیس سے بچنا ہمارا فطری و قدرتی حق ہے انہوں نے کہا کہ منکرین ختم نبوت کے تعاقب کے لئے ہم پوری دنیا میں تحریک ختم نبوت کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ بیرونی ممالک کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا حصہ نہ سمجھیں جبکہ قادیانی اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے اسلام اور مسلمانوں کے بنیادی حقوق غصب کر رہے ہیں فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی نے خطاب کرتے ہوئے

کہا کہ بڑی طویل جدو جہد اور قربانیوں کے بعد یہ خطہ اسلام کے نفاذ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اور اسلام کے نفاذ سے ہی قائم رہ سکتا ہے دیگر نظاموں کی تجربات گاہ بنانے سے ہم ہر طرح کے مسائل کا شکار ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ کافر باہمی اختلافات کے باوجود کفر پر متفق ہیں مسلمانوں کو فروعی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلام کے نفاذ کی جدو جہد پر متفق ہو کر اکھٹے چلنا چاہیے۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جان قربان کر دینے کا نام اگر عالم کفر نے دہشت گردی رکھا ہے تو پھر ہم سب مسلمان دہشت گرد ہیں صوفی ازم کے نام پر دین کا حُلیہ بگاڑنے کی سر پرستی پرویز مشرف کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ تحریک ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پلیٹ فارم پر تمام مکاتب فکر کے یکجا ہونے پر حکومت پسپا ہونے پر مجبور ہوئی انہوں نے کہا کہ تحریک ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پروان چڑھانے اور پس منظر میں رہ کر کامیابی سے ہمکنار کرنے میں مجلس احرارِ اسلام کے قائد سید عطاالمہیمن بخاری اور متحدہ تحریک ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے بڑا موٴثر کردار ادا کیا ہے انہوں نے کہا کہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارا آخری مورچہ ہے آنے والے دن ہمارے آگے بڑھنے کے دن ہیں ناموس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے ایمان کا مسئلہ ہے پاکستان میں ہماری منزل نفاذ اسلام ہے مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ قانون تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نہ چھیڑنے کے حوالے سے موجودہ تحریک ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظیم کامیابی میں وفاقی وزیر قانون بابر اعوان نے جو کردار ادا کیا ہے اس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ **مولانا صاحبزادہ عزیز احمد** نے کہا کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موجودہ حکمرانوں کو 295۔سی میں ترمیم کے فیصلے سے پیچھے ہٹنا پڑا یہ قانون کوئی ختم کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا **پروفیسر خالد شبیر احمد** نے کہا کہ قادیانیوں کو سب سے پہلے علماء لدھیانہ نے کافر قرار دیا اور رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے قافلۂ احرار کو منظّم کرنے پر خداداد صلاحیتوں کو صرف کر دیا۔ **مفتی کفایت اللہ** (رکن قومی اسمبلی خیبر پختونخواہ) نے کہا کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرحوم کا قافلہ اور مشن تحفظ ختمِ نبوت جاری ہے اور جاری رہے گا انہوں نے کہا کہ حق و باطل کی جنگ جاری ہے، جاری رہے گی آخری فتح اہل حق کی ہوگی ہم مایوس نہیں پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا اسلام کے نفاذ سے باقی رہے گا ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے اپنا خون دیں گے انہوں نے کہا کہ انگریز کے سسٹم کے ہم باغی ہیں اور اس کو ختم کر کے اسلام کا سسٹم لانا ہمارا طور ہے۔ **عبداللطیف خالد چیمہ** نے کہا کہ ''آسیہ مسیح'' کیس کے بعد 295۔سی کے خلاف جو خطرناک مہم شروع کی گئی وہ آئین وقانون سے انحراف تھا اور اسلامیان پاکستان کے مذہبی جذبات سے صریحاً غداری تھا انہوں نے کہا کہ گورنر پنجاب اپنے قتل کے خود ذمہ دار ہیں لیکن اتنا تو واضح ہو گیا ہے کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی توحید و ختم نبوت سے اپنی وابستگی کو کمزور نہیں ہونے دے گا۔ سید

محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قافلۂ احرار از سرِ نو منظّم ہو رہا ہے تحفظ ختم بنوت اور مجلس احرارِ اسلام لازم وملزوم ہے۔ ہماری منزل حکومت الٰہیہ کا قیام ہے دینی تحریکوں کے پیچھے شہداءِ ختم نبوت کا خون سرگرم ہے **مولانا شمس الرحمٰن معاویہ** نے کہا ہے کہ ختمِ نبوت کے پہلے سپاہی صحابہ کرام تھے صحابہ کرام کی جماعت نے عقیدۂ ختم نبوت کا دفاع خلیفۂ بلا فصل سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں خون دے کر کیا اور مسیلمہ کذاب کو کیفر کردار تک پہنچایا انہوں نے کہا کہ منکرین ختمِ نبوت اور منکرین صحابہ نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا ہے **مولانا عزیز الرحمٰن خورشید** نے کہا کہ پاکستان میں اسلام کے نام لیواؤں کے لئے عرصہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے مجلس احرارِ اسلام نے ہمیشہ قادیانیت کا تعاقب کیا ہے قادیانیت کے سد باب کا اصل سہرا مجلس احرار کے سر ہے۔ جمعیت علماء اسلام (س) کے مرکزی رہنما **مولانا عبدالخالق ہزاروی** نے کہا کہ قادیانیت کے فتنے کو سب سے پہلے ہندوستان میں احرار نے بھانپا اور تعاقب کا حق ادا کر دیا انہوں نے کہا کہ مغربی جمہوریت نے کفر و اِرتداد کو پھلنے پھولنے کے مواقع فراہم کیے ہماری نجات اسلامی تعلیمات میں ہیں جمہوریت کے راستے سے اصلاح احوال کی کوئی گنجائش نہیں۔

تحریک ختمِ نبوت آزاد کشمیر کے امیر **قاری عبدالوحید قاسمی** نے کہا کہ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف مہم ناکام ہوئی اور اللہ نے دین والوں کو عزت بخشی انہوں نے کہا کہ مجلس احرارِ اسلام نے ماضی میں تحریک کشمیر میں کلیدی کردار ادا کیا تھا کشمیر میں پہلے شہید چنیوٹ کے الٰہی بخش شہید مجلس احرارِ اسلام کے کارکن تھے **محمد متین خالد** نے کہا کہ قادیانیت دینی جماعتوں کے اتحاد سے ڈرتی ہے تمام مکاتب فکر اِس مسئلہ پر ایک ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ ایک رہیں گے کانفرنس کے اختتام پر ہزاروں فرزندانِ اسلام مجاہدین ختمِ نبوت اور سرخ پوشانِ احرار نے فقید المثال جلوس نکالا جلوس جامع مسجد احرار سے شروع ہُوا تو شرکاء جلوس کئی کلومیٹر کا فاصلہ درود شریف پڑھتے ہوئے اور کلمہ طیبہ کا وِرد کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہے ربوہ کے بازاروں میں سرخ ہلالی پرچموں نے عجیب سماں باندھا ہوا تھا شرکاء جلوس پاکستان کا مطلب کیا۔ لا اِلہ اللہ، فرما گئے یہ ہادی۔ لا نبی بعدی، اسلام زندہ باد، ختم نبوت زندہ باد، پاکستان زندہ باد، قادیانیت مرہ باد جیسے فلک شگاف نعرے لگا رہے تھے مجاہدین ختمِ نبوت اور تحریک طلباء اسلام کے کارکنوں نے سکیورٹی کے انتظامات سنبھال رکھے تھے سرکاری انتظامیہ اور پولیس کی بھاری نفری جلوس کے ہمراہ تھی ربوہ کی تاریخ کا طویل ترین جلوس جب ایوانِ محمود پہنچا تو بہت بڑے جلسہ عام کی شکل اختیار کر گیا۔ قائد احرار سید عطاءُ المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ نے یہاں خطاب کیا اور قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دی۔ **سید عطاء المہیمن بخاری** نے ایوانِ محمود کے سامنے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو قرآن کریم اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلوں کو نہیں مانتا وہ مسلمان کہلانے کا حق دار نہیں شانِ رسالت میں گستاخی کفر و اِرتداد ہے اور اس کی سزا وہی ہے جو قرآن وحدیث نے متعین کی ہے۔ **عبداللطیف خالد چیمہ** نے کہا کہ قادیانی اپنی اسلامی و آئینی حیثیت تسلیم کر لیں اور ذِمی بن کر رہیں ورنہ وہ ریاست کے باغی متصور ہوں گے انہوں نے کہا کہ وزیر قانون بابر اعوان نے جو سمری وزیر اعظم سے منظور کروائی وہ ایک

تاریخی وستاویز کی حیثیت رکھتی ہے سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قادیانیوں کے بارے میں بھٹو مرحوم نے کہا تھا کہ '' قادیانی پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے'' انہوں نے کہا کہ قادیانی گروہ ملکی سلامتی کا دشمن ہے مولانا محمد مغیرہ نے کہا کہ قادیانی گروہ مسلمانوں کا لبادہ اوڑھ کر دنیا کو دھوکہ دے رہا ہے۔

قراردادیں

سالانہ ختم نبوت کانفرنس میں منظور کی جانے والی قراردادیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے پریس کو جاری کی ہیں۔ جن میں کہا گیا ہے کہ

☆ یہ اجتماع آسیہ مسیح کیس کے بعد حکمرانوں اور عالمی قوتوں کے ردعمل کو مسترد کرتے ہوئے تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال کامیابی کا پرجوش خیر مقدم کرتا ہے اور وزارت قانون کی طرف سے اس سلسلہ میں وزیر اعظم کو بھیجی گئی سمری جسے منظور کر لیا گیا ہے کی تحسین کرتا ہے۔ ☆ یہ اجتماع تین پاکستانیوں کے قاتل ریمنڈ ڈیوس کو کسی قسم کے استثنیٰ دینے جیسی خبروں کی شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ریمنڈ کو استثنیٰ دیا گیا تو قوم اسے ہرگز قبول نہیں کرے گی اور حکمرانوں کو شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ☆ پاکستان کی سالمیت اور خود مختاری، حکومتی پالیسیوں کے باعث خطرات وخدشات سے دوچار ہو چکی ہیں ☆ پاکستان کے داخلی حدود میں ڈرون حملوں کے تسلسل نے بین الاقوامی سرحدوں کا تقدس پامال کر دیا ہے۔ ☆ ملک کی اسلامی نظریاتی حیثیت کے گرد شکوک وشبہات کا جال بچھا دیا گیا ہے ☆ بے روزگاری، مہنگائی اور لوڈ شیڈنگ نے عوام کی زندگی اجیران کر دی ہے ☆ میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بے حیائی اور عریانی کو فروغ دے کر اسلامی ثقافت کے اثرات کو مٹانے کی کوشش کی جارہی ہے ☆ دینی مدارس پر جا بجا چھاپوں کے ذریعہ اسلام کی تعلیم حاصل کرنے والوں کو خوف وہراس کا نشانہ بنایا جارہا ہے ☆ نصاب ونظام تعلیم سے اسلامی حصوں کو خارج کرنے کے لیے بتدریج اقدامات کیے جارہے ہیں جس کے نتیجے میں نئی نسل کا بحیثیت مسلمان تشخص مجروح ہو رہا ہے یہ اجتماع سمجھتا ہے کہ یہ صورتحال پاکستان کے اسلامی تشخص اور دستور کی اسلامی دفعات کو نظر انداز کرنے اور ملکی معاملات میں غیر ملکی مداخلت کا راستہ دینے اور مغربی آقاؤں کی ہر خواہش کے سامنے سر تسلیم خم کر دینے کی مذموم حکومتی روش کا منطقی نتیجہ ہے اور حالات کی اصلاح کی اس کے سوا کوئی صورت ممکن نہیں کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے اور ملک کے اسلامی تشخص اور قومی خود مختاری کی بحالی کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔ ☆ یہ اجتماع ملک کی تمام دینی وسیاسی قوتوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پاکستان کی نظریاتی حیثیت، قومی خود مختاری کے تحفظ اور عوامی مشکلات ومسائل کے حل کے لیے مشترکہ طور پر سنجیدہ محنت کا اہتمام کریں۔ ☆ ختم نبوت کانفرنس کا یہ اجتماع ملک کے اندر قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سازشوں اور ریشہ دوانیوں پر شدید احتجاج کرتا ہے اور ملک کے اندر سیاسی ابتری میں قادیانیوں کی سازشوں کو ایک بنیادی کردار قرار

دیتا ہے۔☆ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فوج اور سول کے کلیدی عہدوں پر مسلط قادیانیوں کو برطرف کیا جائے اور بیرون ممالک سفارت خانوں سے بھی قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ ☆ مرتد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ ☆ امتناع قادیانیت آرڈیننس مجریہ 1984ء پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔☆ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کنٹرول کیا جائے۔ ☆ ملک میں بدامنی اور قتل وغارت پر قابو پایا جائے۔☆ داخلی اور خارجی محاذ پر ملک کی نظریاتی اساس کے مطابق پاکستان کے امیج کو حقیقی معنوں میں اجاگر کیا جائے۔☆ امریکہ نواز پالیسی ترک کر کے خود مختاری اور قومی وقار کو بحال کیا جائے۔☆ قادیانی اوقاف کو سرکاری تحویل میں لیا جائے۔☆ روزنامہ ''الفضل'' سمیت تمام قادیانی رسائل وجرائد پر پابندی عائد کی جائے۔ ☆ نصاب تعلیم میں عقیدۂ ختم نبوت اور شان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق تفصیلی مواد شامل کیا جائے۔☆ عوام کی جان ومال کی ذمہ داری ریاست کی ہے۔ حکمرانوں کو اس مسئلہ میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہییں۔☆ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کرایا جائے۔☆ قادیانیوں کو کلمہ طیبہ اور شعائرِ اسلامی کے استعمال سے قانوناً روکا جائے۔☆ قادیانی عبادت گاہوں کی مساجد سے مشابہت ختم کرائی جائے۔☆ یہ اجتماع چناب نگر میں قادیانی تسلط پر تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ مسلمانوں کو چناب نگر میں آزادانہ نقل وحرکت اور کاروبار کے لیے قانونی تحفظ فراہم کیا جائے نیز چناب نگر میں قادیانی لیز ختم کر کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔☆ حکومت پاکستان مظلوم فلسطینیوں کی ہر فورم پر حمایت کرے اور تمام اسلامی ممالک کو مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے آواز بلند کرنے کے لیے آمادہ ومنظّم کرے☆ اقوام متحدہ تمام انبیاء کرام کی توہین کے خلاف بین الاقوامی سطح پر مؤثر قوانین واضع کرے اور قادیانیوں کو اسلام کا ٹائٹل استعمال کرنے سے روکنے کے لیے اقدامات کرے۔ اور او۔آئی۔سی اس سلسلہ میں متحرک کردار ادا کرے۔☆ یہ اجتماع ملک کے مختلف مقامات پر توہین صحابہ رضی اللہ عنہم خصوصاً راولپنڈی میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا پتلا جلانے اور شعائرِ اسلامی کی توہین جیسے دلخراش واقعات پر انتہائی تشویش کا اظہار اور مطالبہ کرتا ہے کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کے خلاف طرزِ عمل اختیار کر کے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کے خلاف دریدہ دہنی کرنے والوں کے خلاف فوری قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے ☆ چناب نگر سمیت ملک بھر میں قادیانی اداروں کی تلاشی لی جائے اور غیر قانونی اسلحہ برآمد کیا جائے ☆ کانفرنس کی آخری قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں ہونے والی نئی مردم شماری کے ذریعے لاہوری وقادیانی مرزائیوں کی حقیقی آبادی سرکاری ریکارڈ کے ذریعے واضح کی جائے۔ کانفرنس پیر طریقت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی کانفرنس میں آزاد کشمیر سمیت ملک کے طول وعرض سے قافلوں نے شرکت کی۔

قوم اور تمام مکاتب فکر کے مثالی اتحاد نے حکمرانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا، سید عطاء المہیمن بخاری

ساہیوال (۲۰ رفروری) تحریک ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے مطالبات تسلیم کیے جانے پر اظہارِ تشکر کے لئے انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ اور جمعیت اہلسنت والجماعت ساہیوال کے زیر اہتمام جامع مسجد نور رھائی سٹریٹ

ساہیوال میں خطیب شہر مولانا عبدالستار کی زیرِ صدارت منعقدہ ''تحفظ ناموس رسالت کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ قوم اور تمام مکاتب فکر کے مثالی اتحاد نے حکمرانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیابی سے ہمکنار ہوئی کانفرنس قاری عتیق الرحمٰن اور قاری بشیر احمد کی نگرانی و میزبانی میں منعقد ہوئی جبکہ ممتاز اہلحدیث رہنما سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، قاری منظور احمد طاہر، شیخ اعجاز احمد رضا، قاری سعید ابن شہید اور دیگر مقررین نے بھی خطاب کیا۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ یہ وقت شکر کا بھی ہے اور آئندہ آنے والے حالات کے حوالے سے فکر کا بھی! انہوں نے کہا کہ امریکی تسلط سے چھٹکارے کے لیے ضروری ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کیس میں حکومت ملکی قوانین کی عمل داری کو یقینی بنائے اور اگر استثنٰی دیا گیا یا دباؤ قبول کیا گیا تو قوم کے بدلے ہوئے تیور حکمرانوں اور حکومت دونوں کو لے ڈوبیں گے۔ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کے ایمان و عقیدے کا مسئلہ ہے اس مسئلہ پر کوئی مفاہمت کسی سچے مسلمان کے بس کا روگ نہیں قاری منظور احمد طاہر نے کہا کہ کمزور سے کمزور مسلمان بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر مر مٹنے کو نجات کا راستہ تصور کرتا ہے اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ ریمنڈ ڈیوس کو پاکستانی قانون کے مطابق سزا دی جائے ایک اور قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں یکساں طور پر امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے۔

ریمنڈ ڈیوس سفارتی اہل کار نہیں بلکہ خطرناک جاسوس اور بلیک واٹر کا ذمہ دار ہے، عبداللطیف خالد چیمہ

چیچہ وطنی (۲۲ر فروری) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے انٹرنیشنل پریس اور قومی اخبارات میں جو حقائق سامنے آرہے ہیں اِن سے واضح ہوتا ہے کہ ریمنڈ ڈیوس سفارتی اہل کار نہیں بلکہ خطرناک جاسوس اور بلیک واٹر کا ذمہ دار بن کہ پاکستان میں کاروائیاں کروا رہا تھا ایسے میں کسی قسم کا استثناء دینے کی کوشش کی گئی تو لاوا پھٹ پڑے گا صحافیوں سے گفتگو میں انہوں نے کہا کہ ۱۹۶۱ء کے ویانا کنونشن کی رو سے جس استثناء کا مکروہ پراپگنڈہ کیا جارہا ہے وہ بھی خلاف حقائق ہے اصل میں ۱۹۶۳ء کا ویانا کنونشن اس امر کی پوری طرح وضاحت کر چکا ہے کہ سنگین جرم پر کسی سفارت کار کو بھی استثناء نہیں دیا جاسکتا خالد چیمہ نے کہا کہ ریمنڈ ڈیوس قتل و غارت گری اور بلیک واٹر کی دہشت گردی کے ذریعے کونسی سفارت کاری کر رہا تھا انہوں نے کہا کہ ریمنڈ ڈیوس کو سفارتی آداب اور انٹرنیشنل قوانین کے لبادے میں چھوٹ دینے کی باتیں کرنے والے ملک و ملت کے زمینی حقائق سے چشم پوشی کا رویہ ترک کر دیں انہوں نے کہا کہ ''تحفظ ناموس رسالت'' کی طرح پوری قوم اس پر بھی ایک رائے رکھتی ہے کہ ریمنڈ ڈیوس کو چھوڑ دینے کی بجائے تین افراد کے قتل ناحق کے الزام میں مقدمہ چلائے اور کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

انتخابات ماتحت مجالسِ احرارِ اسلام

بڑی بستی ارائیں (جتوئی)

حافظ خدا بخش (امیر)
ملک فضل کریم (نائب امیر)
مولانا خالد محمود (ناظم)
مفتی محمد رفیق (نائب ناظم)
ملک خلیل احمد (جنرل سیکرٹری)
ملک منیر احمد (سیکرٹری نشر واشاعت)
ملک خلیل احمد (ناظم امور خزانہ)
قاری عبدالشکور

جتوئی شہر

حافظ عبدالمالک (امیر)
حاجی مشتاق احمد جتوئی (نائب امیر)
ڈاکٹر عبدالرؤف بھٹہ (ناظم)
ساجد لطیف عاربی (نائب ناظم)
حافظ محمد عقیل (ناظم نشر واشاعت)
عبدالغفور بھٹہ (ناظم مالیات)
ارکانِ شوریٰ: ملک خورشید احمد، ملک فضل کریم، عاشق حسین جتوئی

فیصل آباد

حاجی غلام رسول نیازی (امیر)

قاری حفظ الرحمٰن	(نائب امیر)
مولانا عبدالرب	(ناظم اعلیٰ)
مولانا عمر دراز	(ناظم نشریات)
محمد احمد رشید	(نائب ناظم نشریات)

سیالکوٹ

شیخ محمد حسین	(سرپرست)
محمد اشرف	(صدر)
قاری عبدالصبور	(ناظم)
محمد معاویہ	(ناظم نشرواشاعت)

خان پور

مرزا عبدالقیوم بیگ	(سرپرست)
چوھدری عبدالجبار	(امیر)
خالد رفیق	(نائب امیر)
مرزا محمد واصف	(ناظم)
قاری محمود واصف	(نائب ناظم)
منیر احمد	(ناظم نشرواشاعت)

پشاور

مولانا محمد یعقوب القاسمی	(امیر)
پروفیسر محمد اسمٰعیل سیفی	(ناظم)
احمد ارشد	(ناظم نشرواشاعت)

ادارہ

مسافرانِ آخرت

قاری اہل اللہ رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

امام القراء حضرت مولانا قاری رحیم بخش پانی پتی نور اللہ مرقدہٗ کے تیسرے فرزند قاری اہل اللہ رحیمی گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ مرحوم، اپنے عظیم والد کے جانشین تھے۔ مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔ اُن کی تمام عمر خدمتِ قرآن میں بسر ہوئی۔ اپنے والدِ ماجد رحمہ اللہ سے قرآنِ کریم حفظ کیا اور تجوید و قراءت کا علم وفن پڑھتے اور پڑھاتے رہے، حضرت قاری رحیم بخش رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اُن کے دو فرزندانِ گرامی مولانا قاری محمد عبداللہ اور مولانا قاری محمد عبید اللہ رحمہما اللہ یکے بعد دیگرے رخصت ہوئے۔ اور اب قاری محمد اہل اللہ بھی سوئے آخرت سدھار گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ سانحہ جہاں حضرت قاری رحیم بخش نوّر اللہ مرقدہٗ کے خاندان کے لیے باعث رنج وغم ہے، وہاں حضرت کے ہزاروں تلامذہ کے لیے بھی شدید صدمہ اور ناقابلِ تلافی نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت قاری رحیم بخش صاحب کے سب سے چھوٹے فرزند قاری محمد نصر اللہ صاحب کو سلامت رکھیں۔ انھیں اس صدمے پر صبر سے نوازیں اپنے والد ماجد اور تمام مرحوم بھائیوں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے خدمتِ قرآنِ کریم ہی میں مشغول رکھیں (آمین)۔

مرزا محمد یونس مرحوم

مجلس احرارِ اسلام راولپنڈی کے قدیم کارکن جناب مرزا محمد یونس ۱۸؍جنوری ۲۰۱۱ء کو انتقال کر گئے۔ احرار کے ساتھ اُن کا تعلق کبھی بھی کمزور نہیں ہوا۔ بلکہ عمر کے ساتھ ساتھ اور مضبوط ہوتا چلا گیا۔ وہ بہت ہی محبت کرنے والے، مخلص، ایثار پیشہ، ہنس مکھ، مہمان نواز اور صالح انسان تھے۔ مجلس احرارِ اسلام کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف چیمہ، سید محمد کفیل بخاری، میاں محمد اویس اور مولانا محمد مغیرہ نے مرحوم کے لواحقین سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے مغفرت کی دعا کی ہے۔

احباب وقارئین سے تمام مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت وایصالِ ثواب کے اہتمام کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے (آمین)

دعائے صحت

☆ ملتان میں ہمارے محسن ومہربان حکیم حافظ محمد طارق صاحب کے بہنوئی جناب محمد شریف صاحب شدید علیل ہیں ہیں۔
☆ مجلس احرار اسلام لیاقت پور کے امیر قاری ظہور رحیم عثمانی عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
☆ راولپنڈی میں ہمارے کرم فرما سید محمد ساجد شاہ مشہدی علیل ہیں۔
☆ مجلس احرارِ اسلام کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن شیخ نیاز احمد (سٹینڈرڈ بیکری ملتان) کے بڑے بھائی شیخ محمد سرور دل کے عارضہ میں مبتلا ہیں۔
☆ مدرسہ معمورہ ملتان کے سابق سفیر محمد بشیر چغتائی طویل عرصہ سے صاحبِ فراش ہیں۔
☆ راولپنڈی میں ہمارے مہربان شیخ امین اللہ صاحب کی بیٹی شدید علیل ہیں۔
☆ مجلسِ احرارِ اسلام ملتان کے ناظم نشر واشاعت اور بزرگ احرار کارکن جناب حسین اختر لدھیانوی عارضۂ قلب میں مبتلا ہیں۔
☆ تحریک طلباء اسلام کے سابق ناظم اعلیٰ اور ہمارے رفیقِ فکر جناب پروفیسر محمد عباس نجمی گزشتہ چند ماہ سے شدید علیل ہیں۔
احباب وقارئین سے دعاء صحت کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مریضوں کو شفاءِ کاملہ عطاء فرمائے (آمین)

احرار فاؤنڈیشن

احرار فاؤنڈیشن پاکستان کی سلسلہ وار مطبوعات کا نظم کچھ عرصہ تعطل کے بعد دوبارہ شروع کیا جا رہا ہے۔ بخاری اکیڈمی ملتان اور مکتبہ معاویہ چیچہ وطنی کے تعاون سے الحمدللہ درج ذیل کتب پر کام شروع کر دیا گیا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ توفیق وترتیب یہ کتب شائع ہوں گی۔ ان کتب کے حوالے سے جن دوستوں اور قارئین کے پاس جو مواد ہو وہ براہِ کرم عنایت فرمائیں، اطلاع دیں اور تجاویز وسرپرستی سے نوازیں۔ شکریہ!

☆ مضامین ختم نبوت ☆ سید الاحرار (طبع دوم) ☆ اعتقادات مرزا
☆ خانقاہ سراجیہ اور مجلس احرار اسلام مع تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل
از شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب وتدوین: عبداللطیف خالد چیمہ

رابطہ کار: مکتبہ معاویہ، جامع مسجد روڈ چیچہ وطنی (ضلع ساہیوال) فون: 040-5485953

بیادِ

خواجہ خواجگان قطب الاقطاب حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ولی کامل عالم باعمل حضرت مولانا استاد حافظ احمد دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سراجیہ کا

دو روزہ روحانی و اصلاحی

عظیم الشان

اجتماع

مورخہ 09 10 اپریل 2011 بروز ہفتہ، اتوار منعقد ہو رہا ہے

خواجہ خواجگانؒ کے فرزند اور ان کے تربیت یافتہ' ولی کامل رہبر طریقت

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا **خواجہ رشید احمد** صاحب مدظلہ العالی

سجادہ نشین

خانقاہ احمدیہ سراجیہ

مرکز سراجیہ گلبرگ۔ لاہور   دادڑہ بالا شریف۔ ساہیوال

اس اجتماع میں حضرت خواجہؒ کے صاحبزادگان، خلفاء حضرات، ملک کے جید علماء کرام، مشہور نعت خواں حضرات تشریف لا رہے ہیں۔ تمام متوسلین سلسلہ پاک سے درخواست ہے کہ بھرپور طریقے سے شرکت کریں

الداعیان خدام خانقاہ احمدیہ سراجیہ دادڑہ بالا ضلع ساہیوال

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ——— امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

بانی

سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ

قائم شدہ

1989

کی تعمیر شروع ہے

چھے درس گاہیں، وضو خانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ تین درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

مخیر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

★ طالبات کے بیٹھنے کے لیے فرنیچر اور کتابوں کی الماریوں کا کام جاری ہے

★ جامعہ میں وفاق المدارس کے نصاب کے مطابق شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمہ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ و صدقات جامعہ کو عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت	تخمینہ
3,00,000 (تین لاکھ روپے)	30,00,000 (تیس لاکھ روپے)

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621

ترسیل زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

تحریک تحفظ ختم نبوت 1953ء کے شہداء کی یاد میں

تحفظِ ختمِ نبوّت کانفرنس

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
31 مارچ 2011ء جمعرات بعد نماز عشاء

جامع مسجد بلاک 12 چیچہ وطنی
7 اپریل 2011ء جمعرات بعد نمازِ عشاء

زیرِ صدارت
ابنِ امیرِ شریعت
حضرت پیر جی

سیّد عطاء المہیمن بخاری

دامت برکاتہم
امیر مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

رابطہ: چناب نگر: 0301-3138803,047-6211523 ملتان: 061-4511961 لاہور: 042-35865465 چیچہ وطنی: 040-5482253

CARE کیئر

PHARMACY فارمیسی

Trusted Medicine Super Stores

سلیمی چوک	**مدینہ ٹاؤن**	**اقبال سٹیڈیم**
اعوان پلازہ	سوساں روڈ	بالمقابل سندباد
041-8540064	041-8543127	041-2605733
جناح کالونی	فیصل آباد میں پانچ برانچز الحمدللہ	**گلستان کالونی**
گلبرگ روڈ		نزد عزیز فاطمہ ہسپتال
041-2642833		041-2004509

اصلی اور معیاری ادویات کی مکمل ورائٹی کے ساتھ آپ کی خدمت کے لیے 24 گھنٹے کھلی ہیں

مستند کمپنیوں کی گارنٹیڈ ادویات کی مکمل رینج

سول یا الائیڈ ہسپتال جانے کی ضرورت نہیں فیصل آباد کا سب سے بڑا میڈیکل سٹور اب آپ کے علاقہ میں آپ کی خدمت کے لیے

ادویات کو قبل از وقت خراب ہونے سے بچانے کے لیے طبی معیار کے عین مطابق ائیر کنڈیشنڈ اور محفوظ صحت بخش ماحول

بجلی کے شدید بحران میں 24 گھنٹے جنریٹر کی سہولت کے ساتھ صرف کیئر فارمیسی پر ممکن ہے

Head Office: 1-Saint Mary's Park, Gulberg III, Lahore